خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 13 جون 2022ء | 13 ذوالقعدہ 1443ھ ہجری قمری | 13/احسان/ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:116

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت معاویہ بن مُرّہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مدد پاتا رہے گا۔ جو بھی انہیں چھوڑے گا وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا تعالیٰ کا میری امت سے یہ سلوک قیامت تک جاری رہے گا۔

(ابن ماجہ باب اتباع سنّۃ رسول اللّٰہ حدیث نمبر 6)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

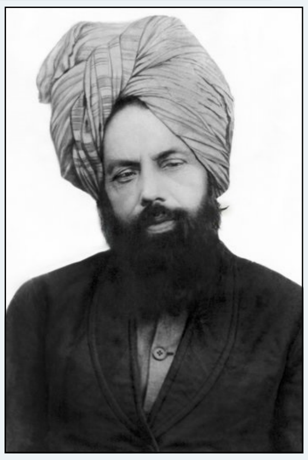

الہامات حضرت مسیح موعودؑ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

یعنی اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آ گیا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 511)

پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدّعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔ دی ڈیز شل کم وہن گاڈ شیل ہیلپ یو، گلوری بی ٹو دِس لارڈ، گوڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہیون۔

(The days shall come when God shall help you. Glory be to this Lord God maker of earth and heaven)

وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوی الجلال آفرینندۂ زمین و آسمان۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 623 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۫ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۶﴾

(النساء:46)

ترجمہ: اور اللہ تمہارے دشمنوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور اللہ دوست ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔ اور اللہ ہی کافی ہے بطور مددگار۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ صرف دعویٰ ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ مَیں آسمانی نشانوں سے یا علمی معارف کے نشانوں سے اور ہر قسم کی تائید و نصرت تیرے لئے دکھاؤں گا۔ بلکہ ہم نے دیکھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مسیح و مہدی کے لئے بے شمار نشانات دکھائے جو بڑی شان سے آپ کی تائید میں اپنی چمک دکھا رہے ہیں اور دکھاتے رہے ہیں۔ اس وقت میں چند ایک کا ذکر کروں گا۔

سب سے پہلے تو ایک ایسا نشان ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے مہدی کے لئے ایک ایسا نشان ہو گا جو دنیا نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو۔ اور یہ ایک ایسا تائیدی نشان ہے جو آسمان پر ظاہر ہوا اور چاند اور سورج کو گرہن لگا کر آپ کے مددگار کے طور پر اللہ تعالیٰ نے کھڑا کر دیا۔ پھر طاعون کا نشان ہے۔ آپ کی سچائی کے مددگار کے طور پر ظاہر ہوا۔ زلزلوں کا نشان ہے۔ علمی میدان میں آپؑ کے بہت کارنامے ہیں۔ ایک اسلامی اصول کی فلاسفی کے مضمون کا ہے۔ خطبہ الہامیہ ہے۔ تفاسیر ہیں۔ پھر دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کے نشانات ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اپنے وعدے کے مطابق مالی ضرورت کے اپنے وقت پر پورا ہونے کے نشانات ہیں۔ پھر لوگوں کے دلوں کو بغیر کسی انسانی کوشش کے آپ کی طرف پھیر کر اللہ تعالیٰ نے نشانات دکھائے۔ غرض کہ بے شمار نشانات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آپ کے لئے تائید و نصرت کا پتہ دیتے ہیں۔ ان میں سے سب کا تو مشکل ہے لیکن چند ایک کا مَیں ذکر کروں گا۔

سورج گرہن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اور منجملہ نشانوں کے ایک نشان خسوف وکسوف رمضان میں ہے۔ کیونکہ دار قطنی میں صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود کی تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نشان ہو گا کہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ چنانچہ وہ گرہن لگ گیا اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مجھ سے پہلے کوئی اور بھی ایسا مدعی گزرا ہے کہ جس کے دعویٰ کے وقت میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا ہو۔ سو یہ ایک بڑا بھاری نشان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ظاہر کیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جون 2006ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- تاثیرِ صداقت (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- جلسہ یوم خلافت
- صحابہ کرامؓ کے پاکیزہ نمونے

دربارِ خلافت

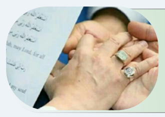

’’انسان کو دقائق تقویٰ کی رعایت رکھنی چاہئے‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس لئے فرمایا کہ حق کے ساتھ، سچائی کے ساتھ حکمت بھی مدّنظر رہنی چاہئے۔ اگر حکمت ہو گی تو تبھی قولِ سدید بھی ہو گا۔ اور حکمت یہ ہے کہ معاشرے کی اصلاح اور امن کا قیام ہر سطح پر ہو، یہ مقصود ہو نہ کہ فساد۔

پس اس حکمت کو مدّنظر رکھتے ہوئے جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے، موقع اور محل کی مناسبت سے بات ہونی چاہئے۔ یعنی ہر سچی بات حکمت کے بغیر اور موقع اور محل کو سامنے رکھے بغیر کرنا قولِ سدید نہیں ہے۔ یہ پھر لغویات اور فضولیات میں شمار ہو جائے گا۔ اور یہ صورتِ حال بجائے ایک انسان کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنا سکتی ہے۔ پس ایک مومن کو تقویٰ پر چلتے ہوئے قولِ سدید کی باریکیوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔تقویٰ کی باریکیوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر باریکی سے اس بات پر نظر ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر پھر ایسے انسان پر پڑتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’انسان کو دقائق تقویٰ کی رعایت رکھنی چاہئے۔‘‘ یعنی جو باریکیاں ہیں تقویٰ کی اُن کو سامنے رکھنا چاہئے۔ ’’سلامتی اسی میں ہے کہ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں کی پروانہ کرے تو پھر ایک دن وہی چھوٹی چھوٹی باتیں کبائر کا مرتکب بنا دیں گی اور طبیعت میں کسل اور لاپروائی پیدا ہوکر‘‘ پھر ایسا انسان ’’ہلاک ہو جائے گا‘‘۔فرمایا: ’’تم اپنے زیرِ نظر تقویٰ کے اعلیٰ مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقائقِ تقویٰ کی رعایت ضروری ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 442 ایڈیشن 2003ء)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ: ’’سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے‘‘ بہت مشکل کام ہے۔تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے بعض دفعہ سچی بات کہنا بھی انسان کو مشکل میں ڈال دیتا ہے۔فرمایا کہ: ’’متقی کے لئے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا۔ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق: 3-4) پس خوشحالی کا اصول تقویٰ ہے۔ لیکن حصولِ تقویٰ کے لئے نہیں چاہئے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں۔تقویٰ اختیار کرنے سے جو مانگو گے، ملے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔تقویٰ اختیار کرو، جو چاہو گے وہ دے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ 90 ایڈیشن 2003ء)

بہر حال تقویٰ مدّنظر ہو تو پھر آگے ہر کام انسان کا چلتا ہے، چاہے وہ سچائی ہے یا دوسرے اعمال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ اور یہ قولِ سدید کا حکم تو ایسا ہے کہ اس پر معاشرے کے امن کی بنیاد ہے۔ معاشرے کی اصلاح کی بنیاد اس پر ہے۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح جو مرد اور عورت کے بندھن کا اسلامی اعلان ہے اور آئندہ نسل کے جاری ہونے کا ایک سلسلہ ہے، اس میں ان آیات کو شامل فرمایا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب خطبۃ النکاح حدیث 1892)۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا، اس کا دائرہ صرف گھر تک محدود نہیں ہے بلکہ پورے معاشرے میں پھیلا ہوا ہے۔ اس سے معاشرے میں فساد بھی پیدا کیا جا سکتا ہے اور امن اور سلامتی بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔ پس اس پر جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے اُس طرح عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ پھر اگلی آیت میں فرماتا ہے کہ تمہاری تقویٰ کی باریک راہوں کی تلاش کی کوشش، اور قولِ سدید کی جزئیات پر قائم رہنے کی کوشش تمہیں خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا۔سچائی کے اختیار کرنے سے تمہارے سے پھر نیک اعمال ہی سرزد ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ 21/ جون 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

تاثیرِ صداقت

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

واہ رے زور صداقت خوب دکھلایا اثر
ہوگیا نانک نثار دین احمدؐ سربسر

جب نظر پڑتی ہے اس چولہ کے ہر ہر لفظ پر
سامنے آنکھوں کے آجاتا ہے وہ فرخ گہر

دیکھو! اپنے دیں کو کس کس صدق سے دکھلا گیا
وہ بہادر تھا نہ رکھتا تھا کسی دشمن سے ڈر

(ست بچن صفحہ 52 مطبوعہ 1895ء)

دعا کا تحفہ

وساوس شیطانی سے بچنے کی دعا

عمروؓ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سوتے وقت پڑھنے کے لئے کچھ دعائیں سکھاتے تھے ان میں شیطانی وساوس سے بچنے کی یہ دعا بھی شامل تھی۔

(الدر المنثور للسیوطی جلد 5 صفحہ 14)

رَبِّ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ ہَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ ﴿۹۸﴾ وَ اَعُوۡذُ بِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ﴿۹۹﴾

(المومنون: 98-99)

اے میرے رب! میں سرکش لوگوں کی شرارتوں سے پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے رب! میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ میرے سامنے آئیں۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 7)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10؍ جون 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، جب میرے والد خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے اُنہیں امارت تفویض فرمائی تو خلافت کے آغاز ہی میں آپؓ نے ہر طرف سے فتنوں کو موجزن اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کی سرگرمیوں اور منافق مرتدوں کی بغاوت کو دیکھا اور آپؓ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوستِ زمین ہو جاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے لیکن آپؓ کو رسولوں جیسا صبر عطاء کیا گیا

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذکر کے تسلسل میں بابت مزید تفصیل جنگ یمامہ بحوالہ حضرت ابو سعید خدریؓ ارشاد فرمایا!

مَیں نے عبادؓ بن بشر کو کہتے ہوئے سنا

اے ابوسعید! جب ہم بُزاخہ سے فارغ ہوئے تو اِس رات مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ گویا آسمان کھولا گیا ہے پھر مجھ پر بند کر دیا گیا ہے، اِس سے مراد شہادت ہے۔ ابوسعید کہتے ہیں مَیں نے کہا! اِنْ شَآءَ اللّٰہُ جو بھی ہو گا بہتر ہو گا۔ وہ کہتے ہیں کہ بروز یمامہ مَیں نے شہادت کے بعد اُن کو دیکھا کہ آپؓ کے چہرہ پر بہت زیادہ تلوار کے نشان تھے، مَیں نے آپؓ کو جسم پر موجود ایک علامت سے پہچانا۔

تاریخ اسلام کی بہت بہادر خواتین میں سے ایک صحابیہ

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اُمّ عمّارہؓ نُسیبہ بنت کعب کا تاریخی مقام بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا! اُن کی جنگ یمامہ میں شمولیت کی وجہ اپنے بیٹے حبیبؓ بن زید کی مُسَیلمہ کے ہاتھوں دردناک شہادت تھی، جب آپؓ کو اِس کی خبر ملی تو قسم کھائی کہ وہ خود مُسَیلمہ کذّاب کا سامنا کریں گی، یا اُس کو مار ڈالیں گی یا خود خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں گی۔ جب حضرت خالدؓ بن ولید نے یمامہ کے لئے لشکر تیار کیا تو آپؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوئیں اور جنگ میں شمولیت کے لئے اجازت طلب کی، آپؓ نے فرمایا! آپؓ جیسی خاتون کے لئے جنگ کے لئے نکلنے میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی، اللہ کا نام لے کر نکلیں۔

مَیں نے سجدۂ شکر کیا کہ اللہ نے دشمنوں کی جڑھ کاٹ دی

وہ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم یمامہ پہنچے تو شدید جنگ ہوئی، اللہ کی قسم مَیں نے ان سے زیادہ اپنی مدافعت کرنے والا نہیں دیکھا۔ مَیں نے دشمن خدا مُسَیلمہ کا قصد کیا یہاں تک کہ مَیں نے اُسے دیکھا، اُس پر حملہ کر دیا، ایک شخص میرے سامنے آیا اُس نے میرے ہاتھ پر ضرب لگائی اور اُسے کاٹ دیا۔ اللہ کی قسم! مَیں ڈگمگائی نہیں تا کہ مَیں اِس خبیث تک پہنچ جاؤں اور وہ زمین پر پڑا تھا اور مَیں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وہاں پر پایا اُس نے اُسے مار دیا تھا، مَیں نے اللہ کے سامنے سجدۂ شکر کیا کہ اللہ نے دشمنوں کی جڑھ کاٹ دی۔

تذکرۂ شجاعت وبہادری کعبؓ بن عُجرہ، ابوعقیلؓ و معنؓ بن عدی

کعبؓ بن عُجرہ کے اُس روز سخت جنگ اور دادِ شجاعت رقم کرنے کے تذکرہ کے بعد حلیفِ انصار، آنحضرتؐ کے چند چنیدہ صحابہ میں سے ایک، قدیم الاسلام نیز بروز یمامہ سب سے پہلے جنگ کے لئے نکلنے والے حضرت ابوعقیلؓ کے بارہ میں بیان ہوا۔ آپؓ کو ایک تیر لگا جو کندھے کو چیرتا ہوا دل تک پہنچ گیا، آپؓ نے اِس تیر کو کھینچ کر باہر نکالا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپؓ ہمت کر کے اُٹھے اپنے دائیں ہاتھ میں ننگی تلوار لی پھر پکارنے لگے، اے انصار یوم حُنَین کی طرح پلٹ کر حملہ کرو۔ گھمسان کی جنگ کے بعد مَیں نے اُن کو دیکھا، زخمی ہاتھ کندھے سے کٹ گیا اور بازو زمین پر گر پڑا، آپؓ کو 14 زخم آئے جن کی وجہ سے آپؓ شہید ہو گئے۔ مَیں اُن کے پاس پہنچا تو زمین پر گرے آخری سانسیں لے رہے تھے، میرے بتانے کہ اللہ کا دشمن مُسَیلمہ مارا گیا ہے پر اُنہوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہوئے اپنی انگلی آسمان کی طرف اُٹھائی اور جان دے دی۔ مُجاعہ نے معنؓ بن عدی کو دیکھا! وہ سر پر سرخ کپڑا پہنے ہوئے پلٹ کر حملہ کر رہے تھے، تلوار کندھے پر رکھی ہوئی تھی اور اُس سے خون ٹپک رہا تھا۔ وہ پکار رہے تھے، اے انصار پوری قوت سے حملہ کرو۔ انصار نے پلٹ کر حملہ کیا اور اتنا شدید حملہ تھا کہ اُنہوں نے دشمن کے قدم اُکھاڑ دیئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک خواب کا تذکرہ

آپؓ نے جب حضرت خالدؓ بن ولید کو یمامہ روانہ فرمایا تو خواب میں دیکھا! آپؓ کے پاس حجر بستی کی کھجوروں میں سے کھجوریں لائی گئی ہیں، آپؓ نے اُن میں سے ایک کھجور کھائی اُس کو آپؓ نے گٹھلی پایا، کچھ دیر آپؓ نے اُس کو چبایا پھر پھینک دیا۔ آپؓ نے اِس کی تعبیر یہ فرمائی! خالد کو اہل یمامہ کی طرف سے شدید مقابلہ کا سامنا کرنا پڑے گا اور اللہ ضرور اُس کے ہاتھ پر فتح عطاء کرے گا۔

یمامہ کی طرف سے آنے والی خبروں کا بشدت انتظار

ایک روز حضرت خالدؓ کے بھیجے گئے ایلچی ابوخیثمہ انصاریؓ سے یمامہ پر فتح عطاء ہونے کی اچھی خبر ملنے پر حضرت ابوبکرؓ نے سجدہ کیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا! مجھے جنگ کے بارہ میں بتاؤ کہ کیسا رہا؟ وہ آپؓ کو بتانے لگے کہ خالدؓ نے کیا کیا تھا اور کیسے اپنے ساتھیوں کی صف آرائی کی، کس طرح مسلمانوں کو ہزیمت پہنچی اور کون اُن میں سے شہید ہوئے۔ آپؓ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھتے اور اُن کے لئے رحم کی دعا کرنے لگے، مزید فرمایا! جو خواب مَیں نے دیکھی تھی اُسے سخت ناپسند کرتا تھا اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خالد کو ضرور شدید جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا اور کاش! خالد نے اُن لوگوں کے ساتھ صلح نہ کی ہوتی اور اُن کو تلوار کی دھار پر رکھا ہوتا، اِن شہداء کے بعد اہل یمامہ میں سے کسی کے زندہ رہنے کا کیا حق ہے؟

جنگ یمامہ کے مقتولین کی تعداد

اِس جنگ میں قتل ہونے والے مرتدین کی تعداد تقریباً 10ہزار اور ایک روایت میں 21ہزار بھی بیان ہوئی ہے جبکہ 500یا600 قریب مسلمان شہید ہوئے، بعض روایات میں یہ تعداد 700، 1200 اور 1700 بھی بیان ہوئی ہے۔

بمطابق ایک روایت شہداء میں 700 سے زائد حفاظ قرآن تھے

اِن شہداء میں اکابرین صحابہؓ اور حفاظ قرآن بھی شامل تھے جن کا مقام و درجہ مسلمانوں میں بے حد بلند تھا، اِن کی شہادت ایک بہت بڑا سانحہ تھا لیکن اِن حفاظ قرآن کی شہادت ہی بعد میں جمع قرآن کا باعث بنی۔

اِن دونوں اقوال کی تطبیق اِس طرح ہو سکتی ہے

بعض مؤرخین کے نزدیک جنگ یمامہ ربیع الاوّل 12ہجری جبکہ بعض کا قول ہے کہ یہ 11ہجری کے آخر میں ہوئی۔ اِن دونوں اقوال کی تطبیق اِس طرح ہو سکتی ہے کہ اِس جنگ کا آغاز 11 ہجری میں ہوا اور اختتام 12ہجری میں۔

صحابہ کی مدعیانِ نبوت کے مقابلہ کی وجہ

حضرت المصلح الموعودؓ بیان فرماتے ہیں، مدعیانِ نبوت کا مقابلہ اِس وجہ سے نہیں کیا گیا تھا کہ وہ امت رسول کریمؐ میں سے نبی ہونے کے دعویدار تھے اور آپؐ کے دین کی اشاعت کے مدعی تھے بلکہ صحابہ نے اُن سے اِس لئے جنگ کی تھی کہ وہ شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ کر کے اپنے قانون جاری کرتے تھے اور اپنے اپنے علاقہ کی حکومت کے دعویدار تھے اور صرف علاقہ کی حکومت کے دعویدار ہی نہیں تھے بلکہ اُنہوں نے صحابہ کو قتل کیا، اسلامی ملکوں پر چڑھائیاں کیں، قائم شدہ حکومت کے خلاف بغاوت کی اور اپنی آزادی کا اعلان کیا۔

اہل تحقیق سے یہ امر مخفی نہیں ہے

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وقت خوف اور مصائب کا وقت تھا چنانچہ جب رسول اللہؐ نے وفات پائی تو اسلام اور مسلمانوں پر مصائب ٹوٹ پڑے، بہت سے منافق مرتد ہو گئے۔ ۔ ۔ ایسے نازک وقت میں آپؓ حاکم وقت اور حضرت خاتم النبیین کے خلیفہ بنائے گئے۔ ۔ ۔ یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آن پہنچی اور جھوٹے نبی قتل اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے، فتنے دُور کر دیئے گئے اور مصائب چھٹ گئے اور معاملہ کا فیصلہ ہو گیا اور خلافت کا معاملہ مستحکم ہوا اور اللہ نے مؤمنوں کو آفت سے بچا لیا اور اُن کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو تمکنت بخشی اور ایک جہان کو حق پر قائم کر دیا۔ ۔ ۔ پس غور کر کہ کس طرح خلافت کا وعدہ اپنے پورے لوازمات اور علامات کے ساتھ آپؓ کی ذات میں پورا ہوا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو بطرف عراق کوچ کا حکم

آپؓ مہم یمامہ سے فارغ ہو کر ابھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے اُنہیں لکھا کہ عراق کی طرف روانہ ہو جائیں۔

مُجاعہ کی بیٹی سے حضرت خالدؓ بن ولید کی شادی پر اُٹھنے والے سوالات

جنگ یمامہ کے ختم ہونے اور بنو حنیفہ کے باقی ماندہ بچ جانے والوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہو جانے کے بعد آپؓ کی ایک شادی کا ذکر ملتا ہے، بمطابق مؤرخین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب اِس شادی کی خبر ملی تو آپؓ اُن سے ناراض ہوئے لیکن جب اُنہوں نے تفصیلی وضاحت بذریعہ خط پیش خدمت کی تو آپؓ کی ساری ناراضگی جاتی رہی۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20؍ مئی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام۔ اَمَّا بَعْدُ، یقیناً زمین اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا اس کا وارث بنا دے گا اور عاقبت متقیوں کی ہی ہوا کرتی ہے اور اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے

آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

مسیلمہ کذاب کے خلاف ہونے والے معرکہ ٔیمامہ کے محرکات اور حالات و واقعات

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں

جنگ یمامہ

کا ذکر ہو رہا تھا۔ جنگ یمامہ کی تفصیل میں لکھا ہے کہ یمامہ یمن کا ایک مشہور شہر ہے۔ آج کل یہ علاقہ سعودی عرب میں واقع ہے۔

(فرہنگ سیرت از سید فضل الرحمٰن صفحہ 321 زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی 2003ء)

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 23 صفحہ 311 زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور 2002ء)

یمامہ ایک انتہائی سرسبز اور زرخیز علاقہ تھا۔ چنانچہ یمامہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یمامہ خوبصورت ترین شہروں میں سے ایک شہر تھا اور اس میں مال، درخت اور کھجوریں بکثرت تھیں۔

(معجم البلدان جلد ۵ صفحہ ۵۰۶ زیر لفظ یمامہ۔ دار الکتب العلمیة بیروت)

یمامہ میں بنو حنیفہ آباد تھے جو سخت جنگجو قوم تھی۔ ان کے بارے میں تفسیر قرطبی میں آیت سَتُدۡعَوۡنَ اِلٰی قَوۡمٍ اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ تُقَاتِلُوۡنَہُمۡ اَوۡ یُسۡلِمُوۡنَ (الفتح:17) کہ تم عنقریب ایک ایسی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت جنگجو ہو گی۔ تم ان سے قتال کرو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے، کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حسن کہتے ہیں کہ سخت جنگجو قوم سے مراد فارس اور روم ہیں۔ ابنِ جبیر کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہوازن اور ثقیف کے قبائل ہیں۔ زُہری اور مُقاتِل کہتے ہیں کہ اس سے مراد بنو حنیفہ ہیں جو یمامہ میں رہنے والے ہیں اور مسیلمہ کے ساتھی تھے۔ رافع بن خَدِیج کہتے ہیں کہ ہم یہ آیت پڑھتے تھے لیکن ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہ جنگجو قوم کون ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے ہمیں بنو حنیفہ سے قتال کے لیے بلایا تو ہمیں پتہ چلا کہ ان سے مراد یہ قوم ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن از علامہ قرطبی صفحہ ۲۸۵۰-۲۸۵۱ زیر آیت سورة الفتح آیت ۱۶ مطبوعہ دار ابن حزم)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 7؍ ہجری کی ابتدا میں یا بعض کے نزدیک 6؍ ہجری میں مختلف ممالک کے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے تو ایک خط یمامہ کے بادشاہ ہَوْذَہ بن علی اور اہلِ یمامہ کے نام بھی لکھا جس میں اسے اور یمامہ والوں کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ جب 9؍ ہجری میں مختلف وفود مدینہ آئے تو یمامہ سے بنو حنیفہ کا وفد بھی آیا۔ اس وفد میں مُجَّاعَہ بن مُرارہ بھی تھے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگیر میں ایک غیر آباد زمین عطا فرمائی تھی جس کی اس نے درخواست کی تھی۔ اس وفد میں رَجَّال بن عُنْفُوَہ بھی تھا اس کے علاوہ مسیلمہ کذاب، ثُمامہ بن کبیر بن حبیب بھی تھا۔ ابن ہشام کے نزدیک اس کا نام مسیلمہ بن ثُمامہ تھا اور اس کی کنیت ابوثمامہ تھی۔ بنو حنیفہ کا یہ وفد مدینہ میں انصار کی ایک عورت رَمْلَہ بنت حارث کے گھر ٹھہرا۔

(ماخوذ از فتوح البلدان لامام ابی الحسن احمد بن یحییٰ البلاذری صفحہ ۵۹ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۰ء)

(ماخوذ از السیرة النبویة لابن ہشام صفحہ ۸۵۲، قدوم وفد بنی حنیفہ۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کے لیے متواتر وفود آئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ایک گھر مقرر کر لیا تھا جہاں وفود ٹھہرتے تھے۔ یہ گھر رملہ بنت حارث کا تھا جو بنو نجار کی ایک خاتون تھیں۔ یہ ایک بہت وسیع مکان تھا۔

(المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام از جواد علی جزء ۵ صفحہ ۲۵۸ مکتبہ جریر ۲۰۰۶ء)

جب بنو حنیفہ کے یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے گئے تو مسیلمہ کو اپنے ساتھ لے کر نہیں گئے۔ اسے اپنے سامان کی حفاظت کی خاطر پیچھے چھوڑ گئے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے مسیلمہ کے بارے میں ذکر کیا اور کہا یا رسول اللہؐ! ہم اپنے ایک ساتھی کو پیچھے اپنے سامان اور سواریوں کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔ وہ ہمارے لیے ہمارے سامان کی حفاظت کر رہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کے لیے بھی اسی قدر تحائف کا حکم دیا جس قدر لوگوں کو دینے کا ارشاد فرمایا تھا اور فرمایا: وہ مرتبہ میں تم سے کم تر نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے ساتھیوں کے سامان کی حفاظت کر رہا ہے۔ پھر وہ وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلا گیا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کے لیے دیا تھا وہ بھی لے گئے۔

(السیرة النبویة لابن ہشام صفحہ ۸۵۲، قدوم وفد بنی حنیفہ۔۔۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

اس بیان کردہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیلمہ کے علاوہ بنو حنیفہ کے وفد میں موجود تمام افراد کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تھی مگر بعض روایات ایسی بھی ملتی ہیں جن میں مسیلمہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ عموماً اسی بارے میں روایات ہیں کہ مسیلمہ ملا۔ اس بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے جب دوسری دفعہ آیا ہو تب ملا ہو۔ بہرحال اس کی تفصیل میں مزید لکھا ہے کہ جب یہ وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس میں مسیلمہ بھی موجود تھا جو دوسری جگہ لکھا ہے۔ وہ لوگ مسیلمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں لائے کہ اس کو کپڑوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ مسیلمہ نے آپؐ سے گفتگو کی اور کچھ مطالبات کیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ

اگر تُو مجھ سے یہ کھجور کی شاخ بھی مانگے جو میرے ہاتھ میں ہے تو مَیں وہ بھی تجھے نہیں دوں گا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد الباب التاسع والثلاثون فی وفود بنی حنیفہ...... جلد ۶ صفحہ ۳۲۶ دار الکتب العلمیة ۱۹۹۳ء)

صحیح بخاری میں موجود روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیلمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے نہیں گیا تھا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ عُبَیدُاللہ بن عبداللہ بن عُتْبَہ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مسیلمہ کذاب مدینہ آیا اور حارث کی بیٹی کے گھر میں اترا اور حارث بن کُرَیز کی بیٹی اس کی بیوی تھی اور وہ عبداللہ بن عامر کی ماں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس بن شَمَّاسؓ تھے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب کہلاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپؐ مسیلمہ کے پاس کھڑے ہوئے اور اس سے گفتگو کی۔ مسیلمہ نے آپؐ سے کہا کہ اگر آپؐ چاہیں تو ہمارے درمیان اور اس معاملے کے درمیان ہمیں چھوڑ دیں۔ پھر آپؐ اسے اپنے بعد ہمارے لیے مقرر کر دیں۔ یعنی نبوت کا

جو معاملہ ہے اس کا جو فیصلہ ہو یا آپؐ کے بعد نبوت ہمیں مل جائے۔ یہی اس کا زیادہ بڑا مطالبہ تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگو تو مَیں تمہیں یہ نہیں دوں گا اور

مَیں تجھے وہی شخص سمجھتا ہوں جس کے بارے میں مجھے خواب دکھائی گئی ہے جو مجھے دکھائی گئی۔

اور یہ ثابت بن قیسؓ ہے، وہ میری طرف سے تمہیں جواب دے گا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی بَابُ قِصَّةِ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ روایت نمبر ۴۳۷۸)

اسی طرح ایک اَور روایت میں ذکر ہے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے جانشین بنائیں تو مَیں ان کی پیروی کروں گا۔ یہ پھر پہلی روایت کی وضاحت ہوتی ہے اور وہ وہاں اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کے ساتھ آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس بن شَمَّاس تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی یہاں تک کہ آپؐ مسیلمہ کے سامنے جبکہ وہ اپنے ساتھیوں میں تھا کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تُو مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے تو مَیں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور

تُو اپنے متعلق ہرگز اللہ کے فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اگر تُو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تیری جڑ کاٹ دے گا

اور مَیں دیکھتا ہوں کہ تُو وہی شخص ہے جس کے متعلق مجھے خواب میں بہت کچھ دکھایا گیا ہے۔ اور یہ ثابت ہیں یعنی ثابت بن قیسؓ جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی بَابُ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ، وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ روایت نمبر ۴۳۷۳)

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا کہ تم کو مَیں وہی شخص پاتا ہوں جس کے متعلق مجھے خواب میں وہ کچھ دکھایا گیا جو دکھایا گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے مجھ سے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار مَیں سویا ہوا تھا اس اثنا میں مَیں نے اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ (یہ خواب کا ذکر ہو رہا ہے)۔ ان کی کیفیت نے مجھے فکر میں ڈال دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَیں نے خواب میں کنگن دیکھے اس کیفیت نے مجھے فکر میں ڈالا۔ پھر مجھے خواب میں وحی کی گئی کہ میں ان پر پھونکوں۔ چنانچہ مَیں نے ان پر پھونکا اور وہ اُڑ گئے۔ مَیں نے ان کی تعبیر دو جھوٹے شخص سمجھے جو میرے بعد ظاہر ہوں گے۔

راوی عبید اللہ نے کہا۔ ان میں سے ایک وہ عَنْسِی ہے جس کو فیروز نے یمن میں مار ڈالا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔ یہ بھی بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی بَابُ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ، وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ روایت نمبر ۴۳۷۴)

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب قصة الاسود العنسی روایت نمبر ۴۳۷۹)

بہرحال مندرجہ بالا روایات سے یہی لگتا ہے کہ مسیلمہ کذاب ایک سے زیادہ مرتبہ مدینہ آیا تھا۔ ایک مرتبہ اُس وقت جب اُس کے وفد والے اسے سامان کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑ گئے تھے اور اس کی ملاقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو سکی تھی اور دوسری مرتبہ وہ اُس وقت مدینہ آیا تھا جب اس کی ملاقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تھی اور جس میں اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جانشین بننے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس حوالے سے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ مسیلمہ دو دفعہ مدینہ آیا ہو۔ پہلی دفعہ اس وقت جب بنو حنیفہ کا رئیس اس کی بجائے کوئی اَور تھا۔ یعنی اس وقت وہ قبیلہ کا رئیس نہیں تھا۔ کوئی اَور تھا اور یہ اس کا تابع تھا۔ اسی وجہ سے اسے سامان کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ اور دوسری مرتبہ وہ اس وقت آیا جب لوگ اس کے تابع تھے اور اس وقت ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے گفتگو ہوئی تھی یا یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور وہ اپنی مرضی سے اپنی حمیت اور اس بات پر تکبر کرتے ہوئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو سامان کے پاس رک گیا ہو لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیفِ قلب کی عادت کی وجہ سے اس سے عزت کا سلوک کیا۔ پھر حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ وہ ایک بڑی تعداد کے ساتھ آیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سترہ لوگوں کے ساتھ آیا۔ یہ بات بھی مسیلمہ کے ایک سے زائد دفعہ مدینہ آنے کی دلیل ہے۔

(ماخوذ از فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر جلد 8 صفحہ 112 روایت 4373 قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

بہرحال

جب یہ وفد واپس یمامہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ کا دشمن مسیلمہ مرتد ہو گیا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور کہا مجھے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت میں شریک کر لیا گیا ہے۔

کیا جب تم نے رسول اللہؐ کے پاس میرا ذکر کیا تھا تو انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ مقام و مرتبہ کے اعتبار سے تم سے بُرا نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صرف اس لیے کہا تھا کہ آپ جانتے تھے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور بنو حنیفہ جانتے تھے کہ مجھے بھی آپ کے معاملے میں شریک کر لیا گیا ہے۔ پھر مسیلمہ بناوٹ کر کے کلام بنانے لگا اور لوگوں کے لیے قرآن کریم کی نقل کرتے ہوئے کلام بنانے لگا اور ان سے نماز معاف کر دی۔ اس نے اپنی ہی شریعت شروع کر دی۔ نماز معاف کر دی۔ ایک روایت کے مطابق اس نے دو نمازیں نماز عشاء اور فجر معاف کر دی تھی اور لوگوں کے لیے شراب اور زنا کو حلال قرار دے دیا۔ اس کے ساتھ وہ یہ بھی گواہی دیتا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ بنو حنیفہ نے ان باتوں پر اس سے اتفاق کر لیا۔

(ماخوذ از سبل الهدیٰ والرشاد الباب التاسع والثلاثون في وفود بني حنيفه...... جلد ٦ صفحه٣٢٦ دارالكتب العلمية ١٩٩٣ء)

(ماخوذ از تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۱۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۸۷ء)

ایک اَور سبب جس نے مسیلمہ کی طاقت بڑھائی وہ تھا رَجَّال بن عُنْفُوَہ کا اس سے مل جانا۔

بڑی ہوشیاری سے اس نے ایک تو یہ کہ آسانیاں پیدا کر دیں کہ شریعت میں یہ یہ آسانیاں ہیں اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہے اور ساتھ یہ بھی تسلیم کرتا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی ہیں تا کہ جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان میں کسی کو یہ احساس پیدا نہ ہو کہ ہمیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور لے کے جا رہا ہے۔ بڑی منافقت سے اس نے یہ سارے کام کیے۔ بہرحال لکھا ہے کہ ایک اَور سبب جس نے مسیلمہ کی طاقت بڑھائی وہ تھا رَجَّال بن عُنْفُوَہ کا اس سے مل جانا۔ یہ شخص بھی یمامہ کا ہی رہنے والا تھا اور بنو حنیفہ کے وفد کے ساتھ بھی آیا تھا۔ ہجرت کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آ گیا تھا یہاں اس نے قرآن کریم پڑھا اور دینی تعلیم حاصل کی۔

جب مسیلمہ نے ارتداد اختیار کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اہلِ یمامہ کی طرف معلم بنا کر بھیجا اور لوگوں کو مسیلمہ کی اطاعت سے روکنے کے لیے بھیجا لیکن یہ مسیلمہ سے زیادہ فتنہ کا باعث ہوا۔

جب اس نے دیکھا کہ لوگ مسیلمہ کی اطاعت قبول کرتے جا رہے ہیں تو وہ ان لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو سرخرو کرنے کے لیے ان کے ساتھ مل گیا۔ بھیجا تو اس لیے گیا تھا تا کہ وہاں اصلاح کرے اور فتنہ کا تدارک کرے لیکن یہ مسیلمہ کے ساتھ شامل ہو گیا اور مسیلمہ کی نبوت کا جھوٹا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ایک جھوٹا قول بھی منسوب کیا کہ مسیلمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔ یہ بھی اس نے مشہور کر دیا۔ قرآن کریم کا علم حاصل کیا تھا اس لیے لوگوں نے اس کی باتوں پر یقین بھی کر لیا۔ جب اہلِ یمامہ نے دیکھا کہ ایک ایسا شخص مسیلمہ کی نبوت کی گواہی دے رہا ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ہے اور وہ لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہ کرنے والا ہے تو ان لوگوں کے لیے مسیلمہ کی نبوت سے انکار کی گنجائش نہ رہی اور لوگ جوق در جوق مسیلمہ کے پاس آ کر اس کی بیعت کرنے لگے۔

(ماخوذ از حضرت ابو بکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل (مترجم) صفحہ 187-188)

(تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۴۳۷-۴۳۸، خبر مسیلمة والیمامة، دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۶ء)

مسیلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط بھی لکھا جس کا متن اس طرح سے ہے کہ اللہ کے رسول مسیلمہ کی جانب سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ اما بعد، نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی مگر

قریش انصاف نہیں کرتے۔

اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خط لکھا کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام۔ اَمَّا بَعۡدُ، یقیناً زمین اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا اس کا وارث بنادے گا اور عاقبت متقیوں کی ہی ہوا کرتی ہے اور اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

(فتوح البلدان لامام ابی الحسن احمد بن یحییٰ البلاذری صفحہ ۵۹ - ۶۰ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۰ء)

ایک روایت میں ذکر ہے کہ حضرت حَبِیب بن زید انصاریؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر مسیلمہ کے پاس گئے تھے۔ جب انہوں نے یہ خط مسیلمہ کو دیا تو اس نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پھر اس نے کہا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ انہوں نے فرمایا کہ مَیں بہرہ ہوں۔ مَیں سنتا نہیں۔ بات ٹال دی۔ یہ چاہتا تھا کہ وہ تسلیم کریں کہ وہ بھی نبی ہے۔ مسیلمہ بار بار یہی سوال دہراتا رہا۔ آپؓ وہی جواب دیتے رہے اور ہر مرتبہ جب حضرت حبیبؓ اس کے منشا کا جواب نہ دیتے۔ جب اسے منشا کا جواب نہ ملتا تو وہ ان کے جسم کا ایک عضو کاٹ دیتا۔ ٹارچر کرنے کے لیے کہ اب جواب ہاں میں دو۔ وہ ان کا کوئی نہ کوئی عضو کاٹ دیتا۔ حضرت حبیبؓ صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہے یہاں تک کہ اس نے آپؓ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اس کے سامنے

حضرت حبیبؓ نے جام شہادت نوش کرلیا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از صلابی صفحہ 349)

مسیلمہ نے یمامہ میں علَم بغاوت بلند کر دیا تھا۔

اب یہ صرف نبوت کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ ظلم بھی ہے۔ کس طرح اس نے اپنے آپ کو نبی نہ ماننے والوں سے سلوک کیا۔ مسیلمہ نے یمامہ میں علَم بغاوت بلند کر دیا اور یمامہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل حضرت ثُمامہ بن اُثَالؓ کو نکال دیا۔

(حضرت ابوبکر صدیق اکبر از محمد حسین ہیکل مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی صفحہ 101 علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

(تاریخ الخمیس جلد ۳ صفحہ ۸۱ قصة سجاح، دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۹ء)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین کی طرف مختلف لشکر بھیجے تو حضرت عکرمہؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر مسیلمہ کی طرف بھی بھیجا اور ان کی مدد کے لیے ان کے پیچھے حضرت شُرَحْبِیل بن حَسَنہؓ کو روانہ فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عکرمہؓ کو یہ تاکید فرمائی کہ شُرَحْبِیل کے پہنچنے سے پہلے مسیلمہ سے لڑائی نہ چھیڑنا مگر حضرت عکرمہؓ نے جلد بازی سے کام لیا اور حضرت شُرَحْبِیلؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی اہلِ یمامہ پر حملہ کر دیا تاکہ کامیابی کا سہرا ان کے سر آئے مگر وہ مصیبت میں پھنس گئے اور انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مسیلمہ کی فوج بہت بڑی تھی۔ حضرت شُرَحْبِیلؓ کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو وہ راستے میں ہی رک گئے اور حضرت عکرمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اس واقعہ کے متعلق لکھا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ مَیں تمہاری صورت نہیں دیکھوں گا اور نہ تم مجھے دیکھنا۔ جو مَیں نے تمہیں کہا تھا تم نے اس ہدایت کی نافرمانی کی ہے۔ یہاں لوٹ کر مت آنا مبادا لوگوں میں بزدلی پیدا ہو۔ تم حضرت حُذَیفہ اور عَرْفَجہ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر عمان اور مَہْرَہ والوں سے جنگ کرو۔ مہرہ بھی عرب کے جنوب میں مشرقی ساحل پر بحر ہند کے کنارے ایک علاقہ ہے اور پھر وہاں سے اپنی فوج کے ہمراہ یمن اور حضرموت میں جانا اور وہاں جاکر اسلامی لشکر سے جاملنا۔ حضرموت بھی یمن کے مشرق میں ایک مملکت ہے جن کی جنوبی سرحد پر سمندر ہے۔

ایک اَور روایت میں حضرت ابوبکرؓ کے خط کے الفاظ اس طرح سے ملتے ہیں کہ استادی جانتے نہیں۔ شاگردی سے گھبراتے ہو۔ اتنا بھی تمہیں صحیح طرح پتہ نہیں۔ جنگوں کے جو طریقے سلیقے ہوتے ہیں اس میں جتنا ماہر ہونا چاہیے اتنے تم ہو نہیں اور سیکھنے سے گھبراتے ہو۔ جس دن تم مجھ سے ملو گے دیکھو تمہارے سے کیسا سلوک کرتا ہوں۔ تم اس وقت تک کیوں نہ ٹھہرے کہ شُرَحْبِیل آجاتے اور ان کی مدد اور تعاون سے جنگ کرتے۔ اب حذیفہ کے پاس جاؤ اور مدد پہنچاؤ۔

تم نے اب خلیفہٴ وقت کے حکم کی نافرمانی کی ہے اور اپنے آپ کو بڑا استاد سمجھتے ہو اور سیکھنا نہیں چاہتے۔

اب یہی ہے کہ اب میرے پاس نہ آنا۔ جب ملو گے تو پھر مَیں دیکھوں گا تمہارے سے سلوک کیا کرنا ہے لیکن بہرحال فی الحال اب تمہارا (کام) یہی ہے کہ تم حذیفہ کے پاس جاؤ اور ان کی مدد کرو۔ ان کے ساتھ مل کر جس مہم کو وہ سر کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں اس میں ان کی مدد کرو۔ اگر ان کو تمہاری پشت پناہی کی ضرورت نہ ہو تو یمن اور حضرموت چلے جاؤ اور مُهَاجِر بن اُمَیّہ کی مدد کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے مُهَاجِر بن اُمَیّہ کو کِنْدَہ قبیلہ کے مقابلے کے لیے حضرموت میں بھجوایا ہوا تھا۔

(سیرة خلیفة الرسولؐ سیدنا ابوبکر صدیقؓ از طالب الہاشمی صفحہ 204)
(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 21 صفحہ 898 زیر لفظ مہرہ)
(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 8 صفحہ 408 زیر لفظ حضرموت)
(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 24 مطبوعہ 1960ء)
(ماخوذ از تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 257)
(ماخوذ از الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۸-۲۱۹ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۶ء)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت شُرَحْبِیلؓ کو کسی دوسرے حکم کے آنے تک وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت خالد بن ولید کو یمامہ کی طرف بھیجنے سے پہلے شُرَحْبِیل کو لکھا کہ جب خالد تمہارے پاس آئیں اور یمامہ کی مدد سے فارغ ہو جاؤ تو قُضَاعَہ کا رخ کرنا اور حضرت عَمرو بن عاصؓ کے ساتھ ہو کر قُضَاعَہ کے ان باغیوں کی خبر لینا جو اسلام لانے سے انکار کریں اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوں۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

صرف انکار نہیں ہے بلکہ مخالفت بھی ہے۔ حضرت شُرَحْبِیلؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی ہدایت کے برعکس حضرت عکرمہؓ کی طرح جلد بازی سے کام لیا اور حضرت خالدؓ کے ان تک پہنچنے سے پہلے ہی مسیلمہ سے لڑائی شروع کر دی مگر انہیں بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا جس پر حضرت خالدؓ نے ان سے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کی مدد کے لیے حضرت سلیطؓ کی قیادت میں مزید کمک بھی روانہ فرمائی تاکہ وہ ان کے عقب کی حفاظت کرے۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۶ء)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کو مسیلمہ کی طرف بھیجا

اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کے لیے مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت بھی روانہ فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے انصار پر حضرت ثابت بن قیسؓ اور مہاجرین پر حضرت ابوحذیفہؓ اور زید بن خطابؓ کو امیر مقرر فرمایا اور اس طرح جتنے قبائل تھے ان میں سے ہر قبیلے پر ایک آدمی کو نگران بنایا۔ حضرت خالدؓ بُطَاحْ مقام پر اس لشکر کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ بُطَاحْ بنی تمیم کے علاقے میں ایک جگہ ہے۔ بہرحال جب یہ سب حضرت خالدؓ کے پاس پہنچ گئے تو وہ یمامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بنوحنیفہ اس دن بہت زیادہ تھے۔ ان کی تعداد چالیس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھی۔ یمامہ کے یہ لوگ جو مسیلمہ کے ساتھ تھے ان کی تعداد چالیس ہزار تھی یا ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ تھی جبکہ مسلمان دس ہزار سے زائد تھے۔

(البدایة والنہایة جلد ۳ جزء ۶ صفحہ ۲۶۷ دارالکتب العلمیة)
(فرہنگ سیرت صفحہ 58)

بہرحال وہاں جب یہ جنگ شروع ہونی تھی تو اس بڑے معرکے سے پہلے ہی مسلمانوں نے بنوحنیفہ کے ایک سردار کو گرفتار کرلیا۔ چنانچہ ایک روایت میں ذکر ہے کہ مُجَّاعَہ بن مُرَارَہ جو کہ بنوحنیفہ کا ایک سردار تھا ایک گروہ کے ساتھ باہر نکلا تو مسلمانوں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیا۔ حضرت خالدؓ نے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور مُجَّاعَہ کو زندہ رکھا کیونکہ بنوحنیفہ میں اس کی بہت عزت تھی۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۹-۲۲۰ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۶ء)
(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، دارالکتب العلمیة ۲۰۱۲ء)

اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ حضرت خالدؓ جب عَارِض مقام پر اترے تو انہوں نے دو سو گھڑ سوار آگے بھیجے اور فرمایا جو لوگ بھی تمہیں ملیں انہیں پکڑ لیں۔ وہ گھڑ سوار روانہ ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے مُجَّاعَہ بن مُرَارَہ حنفی کو اس کے تئیس ہم قبیلہ افراد کے ساتھ پکڑ لیا جو بَنُو نُمَیر کے ایک شخص کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ وہ باہر نکلے تھے اور انہیں خالد کے آنے کا علم نہیں تھا۔ مسلمانوں نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟

انہوں نے کہا ہم بنو حنیفہ سے ہیں۔مسلمانوں نے سمجھا کہ وہ خالد کی طرف مسیلمہ کے ایلچی ہیں۔ جب صبح ہوئی اور لوگ آمنے سامنے ہوئے تو مسلمان ان لوگوں کو لے کر حضرت خالدؓ کے پاس آئے۔حضرت خالدؓ نے جب انہیں دیکھا تو انہوں نے بھی یہی سمجھا کہ وہ لوگ مسیلمہ کے ایلچی ہیں۔ آپؓ نے ان سے پوچھا کہ اے بنو حنیفہ! اپنے صاحب یعنی مسیلمہ کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے گواہی دی کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔حضرت خالدؓ نے مُجَّاعَہ سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ اس نے جواب دیا بخدا! مَیں تو بنو نُمَیر کے ایک شخص کی تلاش میں نکلا تھا جس نے ہمارے قبیلہ میں قتل کیا تھا اور مَیں مسیلمہ کے قریبیوں میں سے نہیں ہوں۔ بہرحال اس وقت وہ خوف سے یا کسی وجہ سے اپنی بات سے مکر گیا۔ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور مَیں نے اسلام قبول کیا تھا اور ابھی بھی اسی حالت پر ہوں۔ باقی لوگ بھی لائے گئے۔حضرت خالدؓ نے ان سب کو قتل کروا دیا یہاں تک کہ جب سَارِیَہ بن مسیلمہ بن عامر باقی رہ گیا تو اس نے کہا اے خالد! اگر تم اہلِ یمامہ کے بارے میں کوئی خیر یا شر چاہتے ہو تو مُجَّاعَہ کو زندہ رکھو کیونکہ یہ جنگ اور امن کے ایام میں تمہارا مددگار ہوگا اور مُجَّاعَہ ایک سردار ہے۔ آپ کو ساریہ کی یہ بات پسند آئی۔ آپ نے اسے بھی زندہ رکھا۔ آپ نے اسے قتل نہیں کیا اور ان دونوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں لوہے کی بیڑیوں سے باندھ دیا جائے۔ آپ مُجَّاعَہ کو بلاتے تھے اور وہ بیڑیوں میں ہی ہوتا تھا اور اس کے ساتھ گفتگو کرتے۔ مُجَّاعَہ یہ سمجھتا تھا کہ حضرت خالدؓ اس کو قتل کر دیں گے۔ اسی دوران جبکہ وہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ مُجَّاعَہ نے آپ سے کہا کہ اے ابن مغیرہ (یہ خالد بن ولید کی کنیت تھی) مَیں مسلمان ہوں۔ اللہ کی قسم! مَیں نے کفر نہیں کیا۔ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور آپؐ کے پاس سے مسلمان ہو کر نکلا تھا اور اب میں جنگ کے لیے نہیں نکلا۔ پھر نُمَیری کو تلاش کرنے کی بات اس نے دہرائی۔حضرت خالدؓ نے کہا قتل اور چھوڑ دینے کے درمیان تھوڑا فاصلہ ہے یعنی قید۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہماری جنگ میں فیصلہ فرما دے جس کا وہ فیصلہ کرنے والا ہے اور آپ نے اس کو اپنی بیوی کے سپرد کر دیا جس سے آپ نے مالک بن نُوَیرہ کے قتل کے بعد شادی کی تھی۔ اسے حکم دیا کہ قید میں اس کا اچھا خیال رکھے۔ مُجَّاعَہ نے سمجھا کہ خالد اس کو قید کرنا چاہتے ہیں تا کہ وہ انہیں دشمن کا پتہ بتائے اور اس کی خبر دے۔ اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی اسلام پر بیعت کی۔ بار بار یہی بات وہ دہراتا تھا۔ پھر مَیں اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا اور آج بھی میری وہی حالت ہے۔ لیکن آگے جو واقعات ہیں ان سے پتہ لگتا ہے یہ سب غلط بیانی تھی۔ کہتا ہے آج بھی میری وہی حالت ہے جو کل تھی۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء جزء۲ صفحہ ۱۲۰، ۱۱۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۰ھ)

مُجَّاعَہ کے گروہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خالدؓ یمامہ کی طرف چلے۔

ان کے آنے کی خبر پا کر مسیلمہ اپنے قبیلہ بنو حَنِیفہ کے ساتھ مقابلہ کے لیے نکلا اور عَقْرَبَاء میں آ کر پڑاؤ ڈالا۔ یہ مقام بھی یمامہ کی سرحد پر یمامہ کے کھیتوں اور سرسبز علاقے کے سامنے واقع تھا۔ خالد نے محکم منصوبہ بندی کا اہتمام کیا۔ آپ دشمن کو کبھی بھی کمزور نہیں سمجھتے تھے۔ میدانِ معرکہ میں ہمیشہ پوری پوری تیاری اور مکمل احتیاط کے ساتھ رہتے کہ کہیں اچانک دشمن حملہ نہ کر دے اور کوئی سازش نہ کر بیٹھے۔ آپ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ آپ خود سوتے نہیں تھے، دوسروں کو سلاتے تھے۔ پوری تیاری کے ساتھ رات گزارتے۔ آپ پر دشمن کی کوئی بات مخفی نہیں رہتی تھی۔ فوج کو مرتب کرنے کا وقت قریب آ چکا تھا۔ اس معرکے میں علمبردار حضرت عبداللہ بن حَفْص بن غَانِم تھے۔ پھر یہ حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہ کو منتقل ہو گیا۔حضرت خالدؓ نے اس معرکے میں حضرت شُرَحْبِیل بن حَسَنَہؓ کو آگے بڑھایا اور اسلامی فوج کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا۔ مقدمہ پر حضرت خالد مخزومی، میمنہ پر حضرت ابوحذیفہ، میسرہ پر حضرت شُجَاع اور قلب پر حضرت زید بن خطاب اور شاہسواروں پر اسامہ بن زید کو مقرر فرمایا اور اونٹوں کو پیچھے رکھا جن پر خیمے لدے ہوئے تھے اور خواتین سوار تھیں اور یہ معرکہ سے قبل آخری ترتیب تھی۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از ڈاکٹر علی محمد الصلابی صفحہ 358، 357)

دوسری طرف مسیلمہ کذاب کی فوج بھی تیار کھڑی تھی اور مسیلمہ کے بیٹے شُرَحْبِیل نے اپنے قبیلے سے کہا اے بنو حنیفہ! آج کا دن غیرت دکھانے کا ہے۔ اگر آج تم نے شکست کھائی تو تمہاری عورتیں لونڈیاں بنا لی جائیں گی اور بغیر نکاح کے ان سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ لہٰذا آج تم اپنی عزت اور آبرو کی حفاظت کے لیے پوری جوانمردی دکھاؤ اور اپنی عورتوں کی حفاظت کرو۔

(تاریخ الطبری لابی جعفر محمد بن الطبری جلد دوم: ذکر بقیۃ خبر مسیلمۃ الکذاب وقومہ من اھل الیمامۃ صفحہ ۲۷۸، دارالکتب العلمیۃ، ۲۰۱۲ء)

بہرحال اس کے بعد گھمسان کی جنگ ہوئی۔ وہ جنگ ایسی سخت تھی کہ مسلمانوں کو اس سے پہلے ایسی جنگ کا کبھی سامنا نہیں کرنا پڑا۔ مسلمان پسپا ہو گئے۔ یہاں بھی پسپائی ہوئی اور بنو حنیفہ کے افراد مُجَّاعَہ کو چھڑانے کے لیے آگے بڑھے اور حضرت خالدؓ کے خیمہ کا قصد کیا۔حضرت خالدؓ خیمہ چھوڑ چکے تھے اس لیے وہ مُجَّاعَہ تک پہنچ گئے جو حضرت خالد کی بیوی کی نگرانی میں تھا۔ مرتدوں نے آپ کی بیوی کو قتل کرنا چاہا مگر مُجَّاعَہ نے ان کو روک دیا اور کہا کہ مَیں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ لہٰذا انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ مُجَّاعَہ نے کہا کہ تم مردوں پر حملہ کرو۔ ایک طرف تو یہ دعویٰ تھا کہ مَیں مسلمان ہوں اور اب یہ ان مخالفین کو کہہ رہا ہے کہ تم مردوں پر حملہ کرو اور انہوں نے خیمے کو کاٹ دیا۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر ذکر مسیلمہ واھل الیمامۃ جلد ۲ صفحہ ۲۲۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۳ء)

لشکرِ اسلام کے پیچھے ہٹنے کے باوجود حضرت خالد بن ولیدؓ کے عزم و ثبات اور جرأت و استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آئی اور انہیں ایک لمحے کے لیے بھی اپنی شکست کا خیال پیدا نہ ہوا۔حضرت خالدؓ نے پکار کر اپنے لشکر سے کہا کہ اے مسلمانو! علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ یعنی ہر قبیلہ الگ الگ ہو کر لڑے اور اسی حالت میں دشمن سے لڑو تا کہ ہم دیکھ سکیں کہ کس قبیلہ نے لڑائی میں سب سے اچھا بہادری کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس اعلان کا مطلب یہ تھا کہ تمام مسلمان اپنے اپنے قبیلہ کے علم تلے لڑیں۔ اس سے انہوں نے تمام قبائل میں گویا ایک نئی روح پھونک دی اور اس میں اپنی انفرادیت اور بہادری ثابت کرنے کے لیے ایک جذبۂ مسابقت پیدا کر دیا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل (مترجم) صفحہ 195-196)

مسلمانوں نے بھی ایک دوسرے کو ترغیب دلائی۔ چنانچہ اس کی مزید تفصیل اس طرح ملتی ہے کہ حضرت ثابت بن قیسؓ نے کہا اے مسلمانوں کے گروہ! کتنی بُری ہے وہ چیز جس کا تم نے خود کو عادی بنا دیا ہے، اگر آسانی کا عادی بنایا ہے تو یہ بہت بُری چیز ہے۔ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو جنگ پر ابھارنے لگے اور کہنے لگے کہ اے سورۂ بقرہ والو! آج جادو ٹوٹ گیا۔حضرت ثابت بن قیسؓ نے آدھی پنڈلیوں تک زمین کھود لی اور اپنے آپ کو اس میں گاڑ لیا۔ آپؓ انصار کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے اور آپؓ نے حنوط مل لیا تھا۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ بعض لوگ جو اپنے آپ کو بہت بہادر دکھانا چاہتے تھے وہ ایسا کیا کرتے تھے گویا یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ کام جو مرنے کے بعد لوگوں نے میرے ساتھ کرنا تھا وہ میں نے خود اپنے ساتھ کر لیا ہے۔ آدھا زمین میں گاڑ لیا گویا میں مرنے کو تیار ہوں اور حنوط چند خوشبودار چیزوں کا ایک مرکب تھا جو کہ مردے کو غسل دینے کے بعد اس پر ملتے ہیں یا وہ دوائیں جنہیں لاش پر لگانے سے وہ مدتوں گلنے سڑنے سے محفوظ رہتی ہے۔ بہرحال روایت ہے کہ انہوں نے کفن باندھ لیا اور دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہے یہاں تک کہ جام شہادت نوش کیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۳ جزء ۶ صفحہ ۳۲۰ دارلکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)
(فیروز اللغات اردو صفحہ 609 زیر لفظ حنوط)

اس کی یہ تفصیل ابھی مزید ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ ذکر ہوگا۔

اس وقت مَیں

بعض مرحومین کا ذکر

کرنا چاہتا ہوں۔سب سے پہلے تو

ایک شہید کا ذکر

ہے جنہیں گذشتہ دنوں شہید کیا گیا

عبدالسلام صاحب

ابن ماسٹر منور احمد صاحب صدر جماعت ایل پلاٹ اوکاڑہ۔ ان کو 17/ مئی کو شہید کیا گیا تھا۔ 35/ سال ان کی عمر تھی۔ ایک معاند احمدیت نے خنجر سے وار کر کے آپ کو شہید کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ تفصیلات کے مطابق عبدالسلام صاحب اپنے دو چھوٹے بچوں عزیزم قمر اسلام جس کی عمر چھ سال تھی اور عزیزم بدر اسلام عمر ساڑھے چار سال کے ساتھ کسی کام سے گھر سے نکلے بلکہ ان کو بلایا گیا تھا کہ اپنے گھروں کا پانی وغیرہ کا کنکشن ٹھیک کروا لو اور لگتا ہے یہ بھی کوئی پلاننگ تھی۔ پلاننگ سے گھر سے باہر بلایا گیا اور پیچھے سے

حملہ کر کے دشمن نے ان پر وار کیے۔ بہر حال جب یہ گھر سے نکلے تو حافظ علی رضا عرف ملازم حسین نامی معاند احمدیت نے ان کا تعاقب کیا اور خنجر سے حملہ کر دیا۔ شام کا وقت تھا حملہ کے نتیجہ میں عبدالسلام صاحب زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے دو معصوم بچوں کے سامنے موقع پر شہید ہو گئے۔ ان پر پہلے پیچھے سے حملہ کیا۔ گردہ ان کا کاٹ دیا، پھر انتڑیوں پر حملہ کیا، پھر دل پہ وار کیا۔ بہر حال یہ موقع پر بچوں کے سامنے ہی شہید ہو گئے اور وہ ملزم جو تھا موقع سے فرار ہو گیا۔ یہ جنت کی تلاش میں احمدیوں کو شہید کرتے ہیں۔ قاتل مقامی مدرسہ جامعہ امینیہ فریدیہ ایل پلاٹ ضلع اوکاڑہ کا طالبعلم تھا اور واقعہ سے دو دن قبل ہی مدرسہ کا حفظ کا کورس مکمل کر کے فارغ ہوا تھا۔ مدرسہ کی طرف سے جو اختتامی تقریب ہوئی اس میں مدرسہ کے منتظم مولوی نے اپنی تقریر میں پاس ہونے والے طالبعلموں کو کہا تھا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف تم لوگوں کو کارروائی کرنی چاہیے اور خوب اشتعال دلایا اور انتہائی اقدامات کی تحریک بھی کی۔ بہر حال تقریب تو ہو رہی ہے حفظ کلاس کی لیکن جس ذریعہ سے یہ لوگوں کو جنت دلوانا چاہتے ہیں یہ خود بھی جہنم کے رستے کی تلاش کر رہے ہیں اور لوگوں کو بھی جہنم واصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ شہید مرحوم کے پڑدادا حضرت نبی بخش صاحب کے ذریعہ سے ہوا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جو پھمبیاں ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ شہید کے دادا مکرم محمد صدیق صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ پھر پاکستان کے قیام کے بعد یہ لوگ اوکاڑہ میں آ گئے۔ شہید مرحوم نے میٹرک تک، سیکنڈری سکول تک پڑھائی کی پھر زمیندارہ کر رہے تھے۔ وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں بھی شامل تھے۔ ان کی والدہ کا بھی بیان ہے کہ انہوں نے جب ان کو کہا کہ تم بھی وقفِ نو ہو۔ تمہارے دو بھائی تو مربی بن گئے ہیں تم نہیں بنے۔ تو جواب دیتے کہ میں ان کی خدمت کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو بھی کچھ قبول کر ہی لے گا کیونکہ مَیں باقی خاندان کے لیے گھر کے لیے جو کام کر رہا ہوں۔ سارا گھر انہوں نے زمیندارے سے اور اپنے کام سے سنبھالا ہوا تھا۔ مالی لحاظ سے سب کو بے فکر کیا ہوا تھا۔ اس وقت بحیثیت قائد خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق پا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام وصیت میں بھی شامل تھے۔ نہایت ملنسار محبت کرنے والے تھے۔ جس سے بھی ملتے اپنائیت کا تعلق قائم کر لیتے تھے۔ غیر احمدی جو ان کے واقف کار تھے وہ بھی یہی کہہ رہے تھے کہ بہت ظلم ہوا ہے، لیکن دہشت گرد ملاں کے سامنے بولنے کی کسی کو جرأت نہیں ہے۔ پاکستان میں شرافت بالکل گونگی ہو چکی ہے۔

بہر حال مرحوم کے بارے میں ان کے بھائیوں نے بھی، رشتہ داروں نے بھی بیان کیا ہے کہ خلافت سے بے پناہ عشق تھا۔ بلا تمیز ضرورت مند احمدیوں اور غیر احمدیوں کی خاموشی کے ساتھ مدد کرتے تھے مہمان نوازی ان کا نمایاں وصف تھا۔ خاص طور پر مرکزی مہمانوں کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ ان کے عزیزوں نے سب نے لکھا ہے کہ بڑے نڈر تھے اور اپنے خاندان میں بہادر نوجوان کے طور پر جانے جاتے تھے۔ ماضی میں بھی مخالفین کی طرف سے شہید مرحوم کو عیدین کے موقع پر تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ بہر حال اس وقت تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرتا رہا لیکن اب یہ مقدر تھا۔

شہید مرحوم نے پسماندگان میں والد مکرم ماسٹر منور احمد صاحب صدر جماعت ایل پلاٹ ضلع اوکاڑہ اور والدہ شمشاد کوثر صاحبہ کے علاوہ ان کی اہلیہ فرزانہ ارم ہیں اور تین چھوٹے بچے قمر اسلام، چھ سال۔ بدر اسلام، ساڑھے چار سال اور بیٹی ہے عزیزہ سحر، ایک سال چھ ماہ یادگار چھوڑے ہیں۔ شہید مرحوم کے چار بھائی بھی ہیں جن میں ظہور الٰہی توقیر صاحب ریسرچ سیل میں مربی سلسلہ ہیں۔ حافظ انوار احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ یہ بھی پاکستان میں ہیں اور اس کے علاوہ دو بھائی ہیں ایک لندن میں ہیں اور ایک ربوہ میں ہیں۔ تین ہمشیرگان ہیں۔ ایک ان کی ہمشیرہ یہاں مانچسٹر یوکے میں ذیشان خالد صاحب کی اہلیہ ہیں۔ پھر ایک کویت میں ہیں اور تیسری بھی لندن میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ شہید کے معصوم بچوں، اہلیہ، والدین اور جملہ پسماندگان کا خود حامی و ناصر ہو۔ معصوم بچوں کے سامنے ان کے باپ کو شہید کیا گیا تھا ان کے دل کی کیا کیفیت ہو گی، کیا احساسات ہوں گے! اللہ ہی جانتا ہے۔ بڑا بیٹا جس کے سامنے ہوا چھ سال کا تھا، کہتے ہیں کہ فی الحال تو وہ بالکل گم سم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان کو صبر اور سکون عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان بچوں کی بھی خود حفاظت فرمائے اور دشمن کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

دوسرا جو ذکر ہے وہ

عزیزم ذوالفقار احمد ابن شیخ سعید اللہ صاحب فیصل آباد کا ہے

جو گذشتہ دنوں آذربائیجان گئے ہوئے تھے۔ وہاں 36 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ہوٹل میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کے ذریعہ سے ہوا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور حضرت شیخ جنڈا صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کی مسجد مبارک قادیان کے ساتھ پنسار کی دکان تھی اور بیعت کے بعد قادیان سے قریبی یہ اپنے گاؤں ٹُطّل والا سے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔

ایک دفعہ کسی نے حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول کو شکایت کے رنگ میں کہا کہ مسجد کے قریب دکان نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ اصحاب صفہ ہیں۔

(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 187-189)

اور ان اصحاب صفہ کو پھر اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے وہ کشائش عطا فرمائی اور ان کے خاندانوں کو بھی بڑھایا۔ مرحوم نے 2005ء میں مانچسٹر یونیورسٹی سے ٹیکسٹائل کی فیلڈ میں بی ایس سی آنرز کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اس کے بعد خاندانی کاروبار سنبھالنے میں مصروف ہو گئے۔ دنیاوی ترقی کی انتہا کے باوجود عاجزی اور انکساری کی مثال تھے۔ ملنا ملانا ہر قسم کے طبقہ کے لوگوں سے تھا۔ ہر ایک کے ساتھ نہایت عزت اور احترام کا سلوک کرتے تھے اور اپنے دوست اور بھائی کی طرح ہر ایک سے ان کا سلوک تھا۔ ملازمین کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ ان سے بڑی ہمدردی کرتے تھے۔ صدقہ وخیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور پھر یہ ہسپتال وغیرہ کے خیراتی کاموں میں بھی حصہ لیتے تھے۔ جماعتی چندوں میں ہر مد میں حصہ لیتے بلکہ سیکرٹری مال کو خود یاددہانی کرواتے کہ میرے سے چندے لیں اور ہر مد جو ہے اس کے بارے میں بتائیں اور اس کا چندہ لیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے پراجیکٹس میں انہوں نے کثرت سے حصہ لیا۔ لوگوں کو گھر بنوا کر دیے۔ غریبوں کی شادیاں کروائیں۔ کسی سے ملتے تو اچھی چیزیں سیکھنے کی کوشش کرتے۔ اپنی زندگی میں انہیں عمل میں لانے کی کوشش کرتے۔ رمضان میں خاص طور پر بہت خدمت خلق کرتے۔ مرحوم اور ان کے والدین نے بیلیز میں ایک مسجد بھی بنوائی ہے۔ یہ بہت بڑا پراجیکٹ تھا اور وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی خوبصورت مسجد بنی ہے۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ نمازوں کے لیے بھی کام روک کر وقت نکالتے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور اپنی زندگی کو باقاعدہ انہوں نے ریگولیٹ کیا ہوا تھا۔ جب مسجدوں کی پابندیاں ہو گئیں تو گھر میں باجماعت نماز کا اہتمام تھا۔ ملائیشیا میں تھوڑی دیر کے لیے سیر کے لیے گئے تھے۔ وہاں جماعت کی مسجد پہ پولیس نے جب جماعت کے افراد کو پکڑا تو ان کو بھی تھوڑی دیر کے لیے اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی۔ مرحوم کے پسماندگان میں اہلیہ اور دو بچوں کے علاوہ والدین، پانچ بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔ ان کی والدہ آصفہ سعید صاحبہ صدر لجنہ ضلع فیصل آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

ڈاکٹر حامد محمود صاحب ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ احمدیت اور خاص کر خلافت سے لگاؤ اور پیار کا تعلق تھا۔ اپنے سماجی سیاسی اور انتظامی تعلقات سے لوگوں کی مدد کی کوشش کرتے اور جن کو بھی مدد کی ضرورت ہوتی بڑھ چڑھ کر ان کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ کسی کو تکلیف میں دیکھ کر خاموشی سے اس کی مدد کرنا بھی فرض سمجھتے تھے۔ انتہائی خاموشی سے اور بغیر خود نمائی کے یہ کام کرنے کی کوشش کرتے۔

ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کہتے ہیں کہ ذوالفقار بہت نیک، باوقار اور مخلص نوجوان احمدی تھے۔ کہتے ہیں میرا جب سے ان سے تعارف ہوا ان کی صلاحیتوں کو میں بخوبی جان گیا۔ ہیومینٹی فرسٹ کی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے والے تھے۔ قربانی کا جذبہ اور سخاوت کا معیار بہت بڑھا ہوا تھا۔ کئی کئی لاکھ روپے دے دیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی پھر اپنے عجز وانکساری کا اظہار بھی کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ دے۔ بیوی کو صبر اور حوصلہ دے۔ بچوں کی خود حفاظت فرمائے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا ذکر

مکرم ملک تبسم مقصود صاحب

کینیڈا کا ہے جن کی گذشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کے والد ملک مقصود

احمد صاحب 28/ مئی 2010ء کو دار الذکر لاہور میں ہونے والے حملہ میں شہید ہو گئے تھے۔ والد ملک مقصود احمد شہید کے نانا حضرت ملک علی بخش صاحب بھوپال والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر سیالکوٹ کو سن کر بیعت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ملک تبسم مقصود صاحب نے 1991ء میں اپنی زندگی وقف کی۔ 2006ء میں ان کی ڈیوٹی نظارت امور عامہ میں لگی۔ وہاں آپ نے نائب ناظر امور عامہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پھر 2011ء میں بطور مشیر قانونی تحریک جدید ان کو مقرر کیا گیا۔ پھر یہ 2016ء میں میری اجازت سے شہداء کی فیملیوں کے ساتھ کینیڈا چلے گئے۔ پہلے تو نہیں جانا چاہتے تھے لیکن میرے کہنے پر چلے گئے۔ کینیڈا میں بھی انہوں نے امورِ عامہ اور جائیداد کے شعبوں میں خدمت کرنے کے علاوہ ناظم دار القضا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد کا باقاعدگی سے التزام کرنے والے، قرآن کریم سے گہرا لگاؤ رکھنے والے، خلافت سے گہری وابستگی اور خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ بڑے نیک اور ہمدرد انسان تھے۔ ان کے پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے اکلوتے بیٹے ڈاکٹر اطہر احمد وقفِ زندگی ہیں اور ان کے داماد عمر فاروق صاحب بھی مربی سلسلہ ہیں۔ مرحوم ملک طاہر احمد صاحب امیر جماعت ضلع لاہور کے بھانجے تھے۔

ان کی بیٹی رضیہ تبسم لکھتی ہیں کہ ان کو تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ رات کو یہ تبلیغ کرنے کے لیے نکلے تو وہاں ان پر لڑکوں نے حملہ کر دیا۔ بہر حال ان سے بچ بچا کے یہ نکلے لیکن اس لڑائی میں ایک مکا اُن کی آنکھ پہ لگا اور آنکھ زخمی ہوگئی۔ بڑی مشکلوں سے گھر پہنچے لیکن کسی کو بتایا نہیں۔ کئی سالوں کے بعد جب آنکھ میں دوبارہ تکلیف ہوئی اور ڈاکٹر کو دکھایا تو اس نے کہا یہ پرانی کسی چوٹ کا اثر ہے۔ تب انہوں نے بتایا کہ اس طرح یہ واقعہ ہوا تھا اور بہر حال اس بات پہ خوش تھے کہ میری بینائی کی کمزوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کی وجہ سے ہوئی ہے۔

ملک طاہر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ تبسم مقصود بچپن سے ہی نیکی کا رجحان رکھتے تھے۔ ذیلی تنظیموں اور پھر جماعتی نظام کے تحت خدمت بجالاتے رہے۔ خلافت سے گہری وابستگی اور نظام جماعت کی اطاعت ان کا شعار رہا۔ بے انتہا منکسر المزاج اور اللہ پر توکل کرنے والے تھے۔ بچوں کی نہایت اعلیٰ درجہ تربیت کی اور ان کے خلافت اور نظام جماعت سے پختہ تعلق قائم کرنے کے لیے بہت کوشش کی۔

حافظ محمد اکرم قریشی صاحب جو نائب وکیل المال ثانی ہیں، کہتے ہیں کہ میرا ان سے پرانا تعلق ہے۔ ہمسائیگی کا بھی تعلق رہا۔ بڑے مخلص، وفا شعار، ہمدرد، خدمتِ خلق کے جذبہ سے ہر دم معمور خلافت کے شیدائی تھے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر انہیں کامل یقین تھا۔ ایک بار میں نے دیکھا کسی شخص کو عرفانِ الٰہی کے متعلق سمجھا رہے تھے تو مَیں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی عظمت کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ کام کرنے والے ایک کارکن نے مجھے بتایا کہ مجھے کہا کرتے تھے کہ میری نصیحت ہے کہ کوئی کیا کرتا ہے یہ مت دیکھو، کسی کی مت سنو، بس اپنے ایمان کو بچاؤ۔ خلافت کا دامن مت چھوڑنا اس کے علاوہ کہیں امن نہیں۔ خدام الاحمدیہ کے زمانے میں ہی جماعت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق اور اپنے جان، مال، وقت اور عزت کے ساتھ ہر دم پیش پیش تھے۔ پھرتیلے جوان تھے۔ چاق و چوبند تھے۔ جسم مضبوط تھا۔ لمبا قد تھا۔ سپورٹس مین تھے اور اس طرح جو ساری صلاحیتیں تھیں جماعت کی خدمات کے لیے صرف کرتے تھے۔ چھوٹی عمر میں ہی سپریم کورٹ کی پریکٹس کا لائسنس بھی ان کو مل گیا۔ مختلف نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کا غیر معمولی تجربہ اور صلاحیت تھی اور دنیا کے سفر بھی کیے ہوئے تھے۔ یہ نہیں کہ صرف اپنے حالات میں ہی رہتے تھے لیکن ہمیشہ عاجزی تھی۔ کبھی ان میں خود پسندی نہیں پیدا ہوئی۔ کوئی تفاخر نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 10/ جون 2022ء)

☆...☆...☆

رپورٹ: ریاض محمود باجوہ۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی

جلسہ یوم خلافت

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نوئے ویڈ (Neuwied) کو مورخہ 27/ مئی 2022ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

بیت الرحیم نوئے ویڈ میں شام 7:30 بجے اس مبارک جلسہ کا آغاز مکرم محمد عالم سوئل صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت ہوا۔ اس اجلاس کا ایجنڈا مکرم فاروق اعظم صاحب سیکرٹری تربیت نے تیار کیا تھا۔ جس کے مطابق سورۃ النور کی آیات 53 تا 57 کی تلاوت مکرم عطاء النور باجوہ صاحب نے نہایت خوش الحانی سے کی اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اور جرمن ترجمہ عزیزم فرخ اعظم صاحب معاون قائد نے پیش کیا۔

نظم عزیزم فائز احمد دانیال صاحب نائب ناظم اشاعت نے نہایت ترنم سے پڑھ کر سنائی۔ جرمن ترجمہ نظم کا عزیزم اسامہ حسین صاحب نے

پیش کیا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر جرمن زبان میں تھی۔ جو مکرم یاسر احمد صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ نے کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا:

”مقام خلافت اور ہماری ذمہ داریاں“

اسی طرح پہلی اردو تقریر مکرم سعادت احمد خالد صاحب سابق صدر جماعت وحال سیکرٹری جائیداد کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا:

”میں خلافت سے اپنی وفا کیسے ثابت کرسکتا ہوں“

آپ نے بڑے مؤثر رنگ میں تقریر کی اور حوالہ جات سے بھرپور مواد پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم نصر اللہ احمد صاحب منتظم تعلیم القرآن مجلس انصار اللہ نے مکرم ثاقب زیروی صاحب مرحوم کا منظوم اردو کلام نہایت ترنم کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔ جس کا پہلا شعر تھا۔

سنی ہم نے جس دم نوائے خلافت
ہوئے جان ودل سے فدائے خلافت

اس منظوم اردو کلام کا جرمن ترجمہ مکرم مامون طاہر صاحب نائب ناظم تبلیغ نے پیش کیا۔

دوسری جرمن تقریر مکرم ارادش اویس احمد خالد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی تھی۔ موضوع تھا ”خلافت سے محبت کے ایمان افروز واقعات“۔ مکرم قائد صاحب کی تقریر کے بعد ناصرات الاحمدیہ نے ایک ترانہ پیش کیا۔ اس ترانے کے بعد اجلاس کی آخری اردو تقریر خاکسار (ریاض محمود باجوہ) کی تھی۔ سب سے پہلے خاکسار نے جماعت احمدیہ میں منائے جانے والے ایام کے متعلق مختصراً بتایا کہ ”یوم مصلح موعود“ پہلی دفعہ 29 جنوری 1944ء کو قادیان میں منایا گیا۔ اسی طرح جماعتی ریکارڈ کے مطابق ”یوم مسیح موعود“ پہلی دفعہ 31 مارچ 1958ء اور ”یوم خلافت“ 27 مئی 1957ء کو ربوہ میں منائے گئے۔ نیز خاکسار نے اپنی تقریر میں خلافت احمدیہ کے قیام کی مختصر تاریخ بھی بیان کی۔

اس کے بعد صدر اجلاس مکرم محمد عالم سوئل صاحب نے بعض اعلانات کئے۔ اجلاس کے آخر میں دعا ہوئی جو خاکسار نے کرائی۔ بعد ازاں نماز مغرب وعشاء باجماعت ادا کی گئیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد احباب جماعت کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ نہایت اچھے اور خوشگوار ماحول میں اس مبارک اجلاس کا اختتام ہوا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

اجلاس کی حاضری خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً 200 رہی۔

وحید احمد۔ لندن

صحابہ کرامؓ کے پاکیزہ نمونے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسی عظیم اور مقدس شخصیات تھیں کہ قرآن پاک نے آپ کی توثیق فرمائی کیوں کہ یہ وہ جماعت تھی جنہوں نے رسول کائنات، سرور کائنات، رحمۃ للعالمین کی براہِ راست رفاقت اور مصاحبت پائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ (التوبہ:100)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے اور اس نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں۔ یہ بہت عظیم کامیابی ہے۔

ان بابرکت وجودوں کو یہ مقام کیسے اور کیوں کر ملا۔ اس کا جواب تو یہی کہ انہوں نے سیّدنا حضرت محمد ﷺ کی کامل اتباع کی اور اس اتباع کے نتیجہ میں اپنے پروردگار کی سچی محبت تک کا ارتقاء انہیں اس بلند پایہ مقام تک لے گیا۔

ان پاک ہستیوں کو براہِ راست مشکوٰۃِ نبوت ﷺ سے استفادہ حاصل کرنے کا موقع میسر آیا جس کے نتیجہ میں قرآن پاک سے محبت اور احکام الٰہی پر لبیک کہنے اور اس پر عمل پیرا ہو کر رَضِیَ اللّٰہُ کا مرتبہ پایا۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰہِ

(فاطر:30)

کتاب اللہ کی تلاوت، اس پر غور اور تفکر سے، اللہ کی تخلیق اور اس کے وجود کی حقیقت سمجھتے ہوئے اس کے حضور شکر کے جذبات پیش کیے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ نئے انداز میں یوں بیان فرمایا کہ

اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ

(المومنون:3)

جب خشیت الٰہی کا عرفان حاصل ہوا تو کائنات کی مادی اور روحانی تخلیق پر غور کے نتیجہ میں ان کے قدم آگے بڑھتے چلے گئے۔

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (النور:36)

اس ارشاد کی تعمیل آج بھی کی جائے تو جوں جوں اس تخلیق کی گہرائی میں جاتے ہیں ہم ایک نئی دنیا میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ تہہ در تہہ خزائن ملتے جاتے ہیں۔ ہر طرف ایک نئی دنیا اور نیا عالم دکھائی دیتا ہے۔

خدا تعالیٰ اپنے کلام الٰہی کے آغاز میں فرماتا ہے کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ مادی یا روحانی کائنات پر غور کرنے کا اس میں اشارہ ہے۔ تخلیق کائنات کے یہ نشانات مکمل اور قابل تحسین و قابل ستائش ہیں۔ جس پر غور کرنے پر شکر گزاری اور اس خالق حقیقی کی ثناء اور تسبیح لازم و ملزوم ٹھہرتی ہے، کائنات کی خوبصورتی کا فہم ملتے ہی دل وجان سے نکلتا ہے سُبۡحَانَ اللّٰہِ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ، اسی لئے آگے جاکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ .... لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ (البقرہ:165)

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے اور پیچھے آنے میں .... عقلمندوں کے لیے یقینا کئی نشانات ہیں۔ اصحاب کرامؓ انہیں نشانات کو پانے اور خالق حقیقی سے اپنی محبت اور رلگاؤ میں امتیازی حیثیت پیدا کرتے ہوئے اس پیارے کی رضا میں گویا کھو ہی گئے۔ تبھی تو خالق کائنات نے خود اپنی کتاب رحمن میں ان کو بشارت دی کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ کائنات کے حوالہ سے اس مضمون کو مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے؛

وَاِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ شَمۡسٌ مُّنِیۡرَۃٌ
وَبَعۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ بَدۡرٌ وَّ کَوۡکَبٌ

یقینا رسول اللہ ﷺ روشن سورج ہیں اور آپ ﷺ کے بعد باقی سب چاند ستارے ہیں۔

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 103)

اصحاب کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار آپؐ کی ہر رنگ میں اتباع کرکے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا؛

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

(آلِ عمران :33)

ترجمہ: تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

آپؐ کی عبادات کے رنگ تو نرالے تھے ہی۔ آپؐ کے اصحابؓ کی خدا تعالیٰ سے عشق اور راز و نیاز کے طریق اور واقعات بھی دل کو لبھا لینے والے ہیں اور ان میں وہی روشنی ہے جس کے بارہ میں کہا گیا ہے:

أَصۡحَابِی کَالنُّجُومِ، بِأَیِّهِمُ اقۡتَدَیۡتُم اِهۡتَدَیۡتُم

قیام الصلوۃ

صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جائے تو اس کا ماحصل یہی ہوگا اور ہر مرتبہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ آغوشِ اسلام میں آنے کے بعد ان کا صرف ایک ہی مطمع نظر تھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کسی طور انہیں میسر آجائے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت اور عشق کے اظہار کا سب سے بہترین طریق جو انہوں نے اپنے دل وجان سے پیارے محبوب سے سیکھا تھا وہ یہ تھا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی پر غور کیا جائے تو اس میں ان کا عشق الٰہی سر فہرست ہوگا۔ خدا تعالیٰ سے راز و نیاز کرنا آپ کی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا بن چکا تھا۔ گویا آپؓ کی زندگی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ کی تعمیل کے لئے وقف ہوچکی تھی۔ احادیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ قرآن کریم کے اس حکم

اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ (المومنون :3) کی تعمیل میں ہمہ تن مصروف رہتے۔

صحابہؓ کو نماز خصوصاً نماز باجماعت کے اہتمام کا اس قدر احساس تھا کہ جب جماعت ہونے لگتی تو کثرت سے صحابہ کے نماز کی طرف رخ کرنے سے شور ہو جاتا تھا۔ سخت سے سخت مصروفیت میں بھی جب نماز کا وقت آتا تو تمام کاروبار چھوڑ کر سیدھے مسجد کی طرف روانہ ہو جاتے تھے۔ حضرت سفیان ثوریؒ، صحابہؓ کے متعلق فرماتے تھے کہ ’’صحابہؓ کاروبار اور محنت مزدوری کرتے تھے لیکن نماز مفروضہ کو جماعت کے ساتھ کبھی نہیں چھوڑتے تھے‘‘۔

حضرت عمرؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ جس دن حضرت عمرؓ کو زخم لگا جس سے آپ کی شہادت ہوئی اسی رات کی صبح کو لوگوں نے نمازِ فجر کے لئے جگایا تو خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا ہاں جو شخص نماز چھوڑ دے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ اسی حالت میں کہ زخم سے مسلسل خون جاری تھا نماز فرض ادا کی۔ (مؤطا)

صحابہؓ کو نماز باجماعت کی ادائیگی کا بے حد خیال رہتا۔ نماز کا وقت ہوتا تو صحابہؓ اپنے تمام کام چھوڑ کر مسجد کی طرف چلے جاتے۔ قرآن کریم نے انہی کے بارہ میں فرمایا کہ

وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَاتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ (المعارج:35) اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ رہتے ہیں۔ کئی کمزور اور معذور صحابہؓ دوسروں کا سہارا لے کر مسجد پہنچتے۔ اگرچہ بارش میں آنحضور ﷺ نے اجازت دی ہوئی تھی کہ نماز گھر پر پڑھ لی جائے لیکن صحابہؓ پھر بھی مسجد پہنچ جاتے۔ کئی بار بہت بہت دیر تک مسجد آکر آنحضور ﷺ کا انتظار کرتے تاکہ آپؐ کی اقتداء میں نماز ادا کرسکیں۔ محبوب سے محبوب چیز بھی اگر نماز میں خلل انداز ہوتی تو اُن کی نظر میں مبغوض ہوجاتی۔ حضرت ابوطلحہؓ ایک روز اپنے بہت خوبصورت گھنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چڑیا شاخوں میں پھنس گئی جس سے آپؓ کی نماز سے توجہ ہٹ گئی اور یاد نہ رہا کہ کتنی رکعات پڑھ لی ہیں۔ دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ پیدا کیا ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد باغ کو صدقہ میں دیدیا۔ اسی طرح ایک اَور صحابی کی توجہ اپنے باغ میں نماز پڑھتے ہوئے پھل سے لدے ہوئے درختوں کی طرف منتقل ہوگئی تو نماز سے فارغ ہو کر سیدھے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر باغ کو صدقہ میں پیش کر دیا جو پچاس ہزار پر فروخت ہوا۔

حضرت ابی ابن کعبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری مسلمان کا گھر میرے علم کے مطابق مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا لیکن جماعت کے ساتھ اس کی ایک نماز بھی چھٹتی نہ تھی۔ کسی نے اس سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تم ایک گدھا خرید لو اور دوپہر کی گرمی اور رات کے اندھیرے میں اس پر سوار ہو کر مسجد آیا کرو۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں تو یہ بھی پسند نہ کروں گا کہ مجھے مسجد کے پہلو میں رہائش کے لئے مکان مل جائے کیونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے مسجد کو چل کر آنے اور گھر واپس جانے کا ثواب میرے اعمال نامہ میں لکھا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب سن کر فرمایا ’’قَدۡ جَمَعَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ‘‘ اللہ تعالیٰ نے یہ سب ثواب اکٹھا کر کے تمہارے لئے رکھا ہے۔

نماز سے محبت اور لگاؤ دار الاصل اصحاب کرامؓ کی اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت اور قرآن پاک کی اس تعلیم کا عکاس ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(الانعام :163)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مَرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

ذکر الٰہی اور نوافل

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا صبح وشام، رات اور دن، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ان کا دل و دماغ ذکر الٰہی سے معطر رہتا تھا۔ اسی عمل کا نتیجہ تھا کہ ہمارے سید و مولیٰ ﷺ فِدَاہُ نَفْسِیْ نے فرمایا اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ کہ میرے صحابہ میں خدا ہی خدا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کی روح کی غذا اور ان کے دل کی لذت بن گیا تھا اور ان کی زبانوں پر سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَر، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ جاری رہتے تھے۔ ان کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ورثہ میں نہیں ملا تھا بلکہ انہوں نے جان اور مال اور عزت اور جذبات اور وقت کی قربانی کر کے خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق کو حاصل کیا تھا اور جب مکہ کی پتھریلی زمین پر تپتی دوپہر میں ننگے بدن ان کو لٹا کر گھسیٹا جاتا تھا تب بھی ان کی زبان سے خدائے واحد کا ذکر بلند ہوتا تھا۔سیّدنا بلالؓ کے واقعہ کو کیونکر فراموش کیا جاسکتا ہے جب آپ کو تپتی ریت پر لٹادیا جاتا اور اس ظلم و بربریت کی وجہ سے بے ہوش ہوجاتے لیکن جونہی ہوش آتا تو آپؓ کی زبان مبارک پر خدا تعالیٰ کی کبریائی ہی ظاہر ہوتی، کہ اَحَد، اَحَد کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے۔

صحابہ کرامؓ کے دن رات کے ذکر الٰہی کی کیفیت کا اندازہ اس روایت سے ہوسکتا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے حضرت حارثؓ سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟۔ بولے یارسول اللہ خدا پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ بولے دنیا سے میرا دل بھر گیا ہے اس لئے رات کو جاگتا ہوں، دن کو بھوکا پیاسا رہتا ہوں گویا مجھ کو خدا کا عرش علانیہ نظر آتا ہے اور اہل جنت کو باہم ملتے جلتے دیکھ رہا ہوں اور گویا اہلِ دوزخ مجھے چیختے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم نے حقیقت کو پالیا اب اس پر قائم رہو۔

(اسد الغابہ)

نوافل ذکر الٰہی کا خصوصی ذریعہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ نوافل کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھتا چلا جاتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے ہاتھ اور پاؤں اور آنکھ اور کان بن جاتا ہے۔صحابہ کرامؓ کو نوافل سے جو رغبت اور الفت تھی اس کا تذکرہ احادیث اور سیرت کی کتب میں کثرت سے ملتا ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ مغرب کی نماز سے قبل اذان ہوتے ہی صحابہؓ مسجد کے ستونوں کے قریب تیزی سے جاتے اور حضور ﷺ کی امامت کے لئے تشریف لانے تک نوافل میں مصروف رہتے۔

(بخاری)

صحابہ میں ذکرِ الٰہی کا ذوق و شوق بلاتفریق تھا امیر وغریب صحابہ سب کے سب اس میں برابر کے شریک تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ غریب مہاجرین آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور اہل ثروت لوگ بڑے درجات پا گئے ہیں کیونکہ وہ ہماری طرح ہی نمازیں پڑھتے ہیں، ہماری طرح ہی روزے رکھتے ہیں مگر ان کے پاس زائد مال ہے جس کے ذریعہ وہ حج اور عمرہ اور جہاد اور صدقہ میں شریک ہوتے ہیں (مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے)۔حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم اپنے سے پہلوں سے بھی اور بعد میں آنے والوں سے بھی آگے بڑھ جاؤ گے اور کوئی شخص تم سے فضیلت نہ لے جاسکے گا مگر بایں شرط کہ وہ بھی وہی کرنے لگے جو تم کرتے ہو۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ضرور بتائیے۔حضورؐ نے فرمایا کہ تم نماز کے بعد 33۔ 33 دفعہ تسبیح تحمید اور تکبیر کیا کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد وہ غریب مہاجرین پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی یہ بات سن لی ہے اور یہ ذکرِ الٰہی انہوں نے بھی شروع کر دیا ہے۔حضورؐ نے فرمایا کہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ کہ پھر یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

حضرت معاویہؓ سے مروی ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور کچھ صحابہؓ کو حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کس مقصد سے یہاں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں اس لئے بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس نے جو احسانات ہم پر کئے ہیں اور دین کی طرف جو ہدایت ہمیں دی ہے اس پر اس کی حمد کریں۔ آپؐ نے فرمایا کیا خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ تمہارا مقصد صرف یہی ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا ہاں خدا کی قسم ہمارا مقصد صرف یہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے یہ قسم تمہیں اس لئے نہیں دلوائی کہ مجھے تم پر کوئی شک تھا صرف بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے۔

(مسلم)

غَسَقُ اللَّيْلِ وَصَلاۃُ التَّهَجُّدِ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی نماز تہجد کا ذکر خود خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے۔حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے متعلق ان کے صاحبزادہ سالم روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عبد اللہ کتنا ہی اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو نفل پڑھا کرے۔ سالم کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کے بعد ابن عمر رات کو تھوڑا ہی سوتے تھے اور زیادہ وقت نماز تہجد میں گزارتے۔حضرت ابوہریرہؓ کا گھر رات بھر ذکرِ الٰہی سے اس طرح معمور رہتا تھا کہ انہوں نے اور ان کی بیوی اور خادم نے رات کے تین حصے کر لئے تھے اور ان میں سے ایک جب تہجد سے فارغ ہو چکتا تھا تو دوسرے کو نماز کے لئے جگا دیتا تھا۔بعض صحابہ کو نماز تہجد میں اتنا غلو ہو جاتا تھا کہ حضور ﷺ ان کو اعتدال اور میانہ روی کی تلقین کرتے اور اپنے نفس کا حق ادا کرنے کی نصیحت فرماتے۔

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بن عاص کی روایت ہے کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اپنی تمام زندگی دن کو روزہ رکھوں گا اور تمام رات نفل پڑھوں گا۔حضورؐ کو میرے اس ارادہ کی خبر ہوئی تو آپؐ نے پوچھا کیا یہ بات صحیح ہے۔ میں نے جواب دیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں یہ بات صحیح ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ نماز کے لئے بھی اٹھو اور کچھ دیر رات کو سو کر گزارو اور ہر ماہ تین دن کے روزے رکھ لیا کرو کیونکہ نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے۔ میں نے کہا حضور مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔فرمایا دو دن روزہ رکھو اور ایک دن چھوڑ دو۔ میں نے کہا مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔فرمایا تو پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی سنت کے مطابق ایک دن روزہ رکھو ایک دن چھوڑ دو اس سے زیادہ روزہ رکھنا فضیلت کی بات نہیں۔

حضرت زینب بنت جحشؓ برابر نماز میں مصروف رہتیں اور جب تھک جاتیں تو دوستونوں میں ایک رسی باندھ رکھی تھی اس سے سہارا لے لیتی تھیں تا کہ نیند نہ آنے پائے۔ آنحضرت ﷺ نے رسی کو دیکھا تو فرمایا کہ ان کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہئے جو ان کی طاقت میں ہو اور اگر تھک جائیں تو بیٹھ جانا چاہئے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے وہ رسی کھلوا کر پھینکوا دی۔

(بخاری)

تلاوت قرآن پاک اور حظِ دعا

صحابہؓ کا تلاوت قرآن اور حفظ قرآن اور تدبّر قرآن کا ذوق و شوق معروف ہے۔صحابہؓ قرآن کریم کے اس اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل :79) پر عمل پیرا ہونے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔

حضرت عبّاد بن بشر ایک انصاری صحابی تھے آپ کی عبادت اور قرآن کریم کی تلاوت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت جاگے تو مسجد سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز آرہی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے بہت جلدی جاگا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ آواز عَباد کی ہے؟ حضرت عائشہ کہتی ہیں مَیں نے عرض کی کہ انہی کی آواز لگتی ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی کہ اے اللہ عَبّاد پر رحم کر۔

(صحیح البخاری حدیث 2655)

عرب معاشرہ میں شعرو شعاری کو بڑی عظمت حاصل تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرب کے ایک چوٹی کے شاعر کو جو مسلمان ہو گئے تھے فرمایا کہ اپنے کچھ اشعار سناؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسلام لانے کے بعد میں شاعری ترک کر چکا ہوں کیونکہ قرآن شریف کی سورتوں کی تلاوت نے اب مجھے شاعری سے مستغنی کر دیا ہے۔صحابہؓ کے شوق تلاوت قرآن کا یہ عالم تھا کہ آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن عمرؓ کی کثرت تلاوت دیکھ کر فرمایا کہ پورے ایک مہینہ میں ایک بار قرآن ختم کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیس دن میں۔ گزارش کی میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا پندرہ دن میں، بولے کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ ارشاد ہوا کہ دس دن میں عرض کی مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا سات دن میں ہی قرآن مجید ایک بار پڑھ لیا کرو اور اب اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔

(ابوداؤد)

’’اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ‘‘ عبادت کا مغز دعا ہے۔ دعا پر کامل یقین، مقبول دعاؤں سے مومن کو خاص حظ پہنچتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر پختہ یقین اور اس سے محبت کا پیمانہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک بار حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر رکاب میں پاؤں رکھا، پشت پر پہنچے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، پھر یہ آیت پڑھ کر خدا تعالیٰ کی تسبیح بیان کی پھر اور دعا کی ’’سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا۔۔۔الخ‘‘ پھر تین بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی ’’سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ‘‘۔ پھر حضرت علیؓ ہنس پڑے۔ لوگوں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی۔ بولے ایک بار رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح سوار ہوئے اور اسی طرح حضور ﷺ نے دعائیں اور اذکار پڑھے اور پھر ہنس پڑے۔ ہنسنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب بندہ علم و یقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے تو خدا اس

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سے خوش ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

تبتل الی اللہ

صحابہؓ کا ہرلمحہ اپنے خالق حقیقی کی رضاجوئی میں صرف ہوتا اور ہمیشہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو رہتے، اس لاثانی محبت اور پیار کی وجہ سے آپ کے قلوب بہت نرم اور گداز تھے۔قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کے مواعظات سننے اور ذکر الٰہی اور دعا کے ساتھ ان میں رقت پیدا ہوتی تھی۔ روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب قرآن مجید کی آیت ’’اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا۔۔۔‘‘ پڑھتے تو بے اختیار رو پڑتے تھے اور دیر تک روتے تھے۔ ایک بار انہوں نے حضرت عمرؓ کو یہ آیت پڑھتے سنا ’’فَکَیۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ کُلِّ اُمَّۃٍۭ بِشَہِیۡدٍ‘‘ تواس قدر روئے کہ داڑھی اور گریبان دونوں تر ہو گئے۔حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے شخص تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو آنسوؤں کو روک نہیں سکتے تھے۔ کفار مکّہ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے اور ان کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں عورتیں اور بچے اسلام کی طرف راغب نہ ہو جائیں۔

امام الزماںؑ اور حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے اصحاب کرام کا ذکر خیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کی عظیم قربانیوں کا تذکرہ اپنی تحریر وتقریر میں جابجا فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں؛

’’ایک صحابی کی بابت لکھا ہے کہ جب اس کے ہاتھ کاٹے گئے تو اس نے کہا کہ میں وضو کرتا ہوں۔ آخر لکھا ہے کہ سر کاٹو تو (پھر کہا کہ) سجدہ کرتا ہے۔ کہتا ہوا مر گیا۔ اس وقت اس نے دعا کی کہ یا اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ (میں) تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے جاکر اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہا۔آپ نے عَلَیۡکُمُ اَلسَّلَامُ کہا اور اس واقعہ پر اطلاع ملی۔غرض اس لذت کے بعد جو خدا تعالیٰ میں ملتی ہے ایک کیڑے کی طرح کچل کر مر جانا منظور ہوتا ہے‘‘ (جس طرح ان صحابی نے کہا تھا میں نے ربِ کعبہ کو پا لیا۔ جو انتہا تھی عشق کی وہاں میں پہنچ گیا۔) فرماتے ہیں کہ ’’اور مومن کو سخت سے سخت تکالیف بھی آسان ہی ہوتی ہیں۔ سچ پوچھو تو مومن کی نشانی ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ مقتول ہونے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو کہہ دیا جاوے کہ یا نصرانی ہو جا یا قتل کر دیا جائے گا۔ اس وقت دیکھنا چاہئے کہ اس کے نفس سے کیا آواز آتی ہے؟ آیا وہ مرنے کے لئے سر رکھ دیتا ہے یا نصرانی ہونے کو ترجیح دیتا ہے۔ اگر (وہ) مرنے کو ترجیح دیتا ہے تو وہ مومن حقیقی ہے ورنہ کافر ہے۔غرض ان مصائب میں جو مومنوں پر آتے ہیں اندر ہی اندر ایک لذت ہوتی ہے۔ بھلا سوچو تو سہی کہ اگر یہ مصائب لذت نہ ہوتے تو انبیاء علیہم السلام ان مصائب کا ایک دراز سلسلہ کیونکر گزارتے‘‘

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 308-309)

حضرت سیّدنا امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیات مبارکہ اور ان کے ناقابل فراموش واقعات پر مبنی خطبات کا ایک غیر معمولی سلسلہ شروع کر رکھا ہے ان خطبات میں جنگ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ کرامؓ کا ذکر خیر جاری ہے۔ ان خطبات سے اسلامی تاریخ کے درخشندہ باب میں اپنی نوعیت کا منفرد اضافہ ہے۔

حضور انور نے ایک خطبہ میں فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے جیسے کہ ایک برتن قلعی کروا کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کلام الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورت نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے۔ گویا قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا کے سچے مصداق تھے‘‘

پھر فرمایا کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جسم کی طرح ہیں اور (آپ کے) صحابہ کرامؓ آپ کے اعضاء ہیں‘‘۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں صحابہ کے مقام کو بھی پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے نمونوں پر چلتے ہوئے اپنے اخلاص و وفا کو بھی بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 9/ مارچ 2018ء)

فقہی کارنر

آنحضرتؐ کی عصمت سب باتوں سے بڑھ کر ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے برخلاف ہے۔ یہ تو عقل بھی تسلیم نہیں کرسکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا ہو، ایسی ایسی باتیں کہ اس جادو سے (مَعَاذَ اللّٰہِ) آنحضرتؐ کا حافظہ جاتا رہا یہ ہوگیا اور وہ ہوگیا کسی صورت میں صحیح نہیں ہوسکتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملا دی ہیں۔ گو ہم نظر تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں، لیکن جو حدیث قرآن کریم کے برخلاف، آنحضرت ﷺ کی عصمت کے برخلاف ہو، اس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔ اُس وقت احادیث جمع کرنے کا وقت تھا گو انہوں نے سوچ سمجھ کر احادیث کو درج کیا تھا۔ مگر پوری احتیاط سے کام نہیں لے سکے۔ وہ جمع کرنے کا وقت تھا۔ لیکن اب نظر اور غور کرنے کا وقت ہے۔ آثار نبی جمع کرنا بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے جمع کرنے والے خوب غور سے کام نہیں لے سکتے۔ اب ہر ایک کو اختیار ہے کہ خوب غور اور فکر سے کام لے جو ماننے والی ہو وہ مانے اور جو چھوڑنے والی ہو وہ چھوڑ دے۔

(الحکم 10 نومبر 1907ء صفحہ 8)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

انسانی شخصیت کا وقار انکساری میں ہے اور اس کا عیب کِبر وغرور میں ہے۔ درخت پھل دار ہوتا ہے تو اس کی شاخیں جھک جاتی ہیں اور جب پھلوں سے محروم ہوتا ہے تو شاخیں تن جاتی ہیں۔ اگر ایک غریب، نادار، کمزور آدمی تواضع، عاجزی اور انکساری کرے تو اسے اس کی مجبوری کہا جائے گا۔ وہیں کوئی عالم، دانش ور اور عالی مرتبت تواضع، عاجزی اور انکساری کرے تو اسے بااخلاق کہا جاتا ہے۔ بقول شیخ سعدی

تواضع زگردن فروزاں نیکوست
گدا گر تواضع کُند خوے است

یعنی سر بلند لوگوں کو عاجزی زیب دیتی ہے۔فقیر اگر عاجزی کرے تو یہ اس کی عادت ہے۔

مرسلہ: علامہ محمد عمر تماپوری۔انڈیا

13 جون 2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:10	19:03
مدینہ منورہ	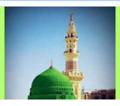	04:01	19:11
قادیان		03:43	19:35
ربوہ		03:23	19:14
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:18	21:19